یہہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخکو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

جلد ۸ — نمبر ۸

بابت ماہ اگست ۶

سنہ ۱۹ ۱۳

تشحیذ الاذہان

صاحبزادہ میرزا

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

باہتمام مینیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر چوہدری عبدالسلام کے حکم سے مینیجر تشحیذ کے قادیان سے شائع ہو

خریداران تشحیذ کیلئے رعایت

تاریخ پہنچنے تشحیذ کے دس یوم تک ہر ایک خریدار تشحیذ اپنا نمبر خریداری بتا کر دفتر الحق دہلی سے حسب ذیل کتابیں رعایت خرید سکتا ہے

	اصلی	رعایتی		اصلی	رعایتی
احمدی جلد اول و دوم بابت ۱۲ و ۱۹۱۱ء	علـہ	عـہ	آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا	۱۳/	۸/
مباحثہ مونگیر حصہ اول و دوم	۸/	۴/	تصدیق کلام ربانی	۸/	۴/
الحق بابت چھ ماہ جولائی لغایت دسمبر ۱۳ء	۴عـہ	۱۲	محصول ڈاک بذمہ خریداران		

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	عـہ/	للعـہ	ہـہ
نصف صفحہ	للعـہ	ہـہ/	للعـہ/
تہائی	لعـہ/	صـہ/	سے/

اور ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ ہو۔ دو ورق تک اسکی تقسیم کروائی ۲۰ر فی صدی ہوگی اور از بٹالہ تا قادیان عہ علیحدہ اور اس سے زیادہ کے لئے فیصدی دو ورق پر زایدٖ اور بالمقطع ۱۲۰۰ تعداد اشاعت جب تک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جا سکے عـہ

نوٹ :۔ اشتہار کا مضمون پہلے دیکھکر منظوری دیجائیگی مینجر کو اختیار ہوگا جبھی چاہے کوئی اشتہار بند کر کے بقیہ قیمت واپس کر دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء

ہمارا مسیح موعود علیہ السلام شریک باری تعالیٰ ہونیکا مدعی نہ تھا

خدا کے نبیوں پر جھوٹے الزام

یہ عنوان میرے احمدی برادران طریقت کو شاید حیرت میں ڈالے مگر یہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ شریروں نے نادانوں نے حق کے دشمنوں نے بڑے بڑے راستبازوں پر الزام لگائے سلیمان کو کافر کہا تو اللہ تعالیٰ نے ماکفر سلیمان ولکن الشیطین کفروا سے اسکی تردید فرمائی۔ ابو الحنفاء موحدوں کے سردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مشرک کہا تو خدا نے فرمایا وما کان من المشرکین سورہ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔ وما کان ابراھیم یھودیًا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفًا مسلمًا فما کان من المشرکین کیا اس پاک نبی پر جس نے وادی مکہ میں ایک خدا کی پرستش کے لئے

پہلا گھر بنایا۔ جس نے اپنے بیٹے کو اللہ کے حکم سے ذبح کرنے میں تامل نہیں کیا گمان ہوسکتا ہے کہ وہ شرک بھی کرتا ہوگا مگر کہنے والوں نے کہہ ہی دیا۔ اسی

مسیح موعود کی شرک سے بیزاری

طرح جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ و الثنا سیدنا و مولنا مسیح الورٰی کا معاملہ ہے۔ مسلمانوں میں زیادہ موحد فرقہ اہلحدیث کا سمجھا جاتا ہے اور ہے ان میں بھی شرک کی ایک بات تھی کہ مسیح ناصری کو وہ صفات دے رکھی تھیں۔ جو شایان ذات باریتعالےٰ ہیں۔ آپ نے اس شرک سے بھی اپنی بریت ظاہر کردی باایںہمہ اگر کوئی شخص انہیں مشرک یا شرک کی تعلیم دینے والا کہے تو کتنا بڑا ظلم اور صریح بے انصافی ہے +

خصم کا الزام

لاہور کے کوئی صاحب میاں پیر بخش صاحب پنشنر ہیں۔ وہ اپنی ایک کتاب میں بھی متعدد ٹریکٹوں میں ہمارے آقا مسیح موعود علیہ السلام کو شریک باریتعالےٰ ہونیکا مدعی لکھ چکے ہیں اور اسکے لئے کتاب البریہ صفحہ ۷۹ کا حوالہ دیتے ہیں۔ آپکی نیک نیتی اور دیانت اور خشیت تو اس سے ظاہر ہے کہ ڈیڑھ صفحے کی عبارت سے صرف ایک فقرہ نقل کرتے ہیں۔ جو یہ ہے "میں نے زمین و آسمان بنلائے اور میں اسکی خلق پر قادر تھا"

اس الزام کی تشریح

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ زمین و آسمان میں نے بنائے ہیں اور میں انکی خلق پر قادر ہوں۔ تو وہ یا تو مجنون ہے یا اول درجہ کا ظالم ہے اور اسے مسلمان سمجھنا کسی کافر ہی کا کام ہوسکتا ہے مگر خدا تعالےٰ نے ایک طرف تو ہمیں ارشاد فرمایا ہے یایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباٍ فتبینوا ۲۶ یعنی ہر خبر کی خوب چھان بین کرلیا کرو خصوصاً وہ خبر جو ان لوگونکی

طرف سے پہنچے جو سورہ نور کی اس آیت کے مطابق واقع میں اس فتویٰ کے نیچے آچکے ہیں۔ اور بزبان شریعت میں فاسق کہلاتے ہیں وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم × × × × × × ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔

تحقیقات کے دو طریق

پس ایک طریق تو یہ ہے کہ اس نقل کی تصحیح کی جائے اور اصل کتاب دیکھی جائے کہ وہاں کیا بات ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم کسی شخص کی بات سمجھنے میں دقت محسوس کریں۔ تو متشابہ کو محکم کے تابع کردیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِہٖ۔ یعنے کتاب اللہ میں محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی جنکے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ پھیلانے اور اپنی خواہش کے مطابق بات بنانیکے لئے متشابہ کو لے اڑتے ہیں۔ اور محکمات سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

متشابہ کو محکم کے تابع کرکے فیصلہ

سو اس اصل پر فیصلہ آسان ہی حضرت اقدس ؑ کا عقیدہ خدا کے بارے میں جو تھا۔ اسکا گواہ چار لاکھ سے زیادہ اسوقت دنیا میں موجود ہے وہ متفق اللفظ شہادت دیگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی خدا کو خالق السمٰوات والارض مانتے تھے۔ جیسے تمام انبیاء تمام اولو العزم تمام راستباز تمام ہادی تمام اولیاء تمام مجددین وصالحین وصدیقین مانتے آئے ہیں۔ اور یہی عقیدہ انہوں نے ہمیں

سکھایا۔ اور آپنے ہرگز ہرگز کبھی خدا یا خالق ارض و سماء ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ اپنے عقیدے میں شامل کیا۔

چنانچہ اپنی الوصیت میں خدا کی نسبت جو عقیدہ تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے اور یہ مضمون آپ کی متعدد و مختلف کتب و تقاریر سے پیش کیا جا سکتا ہے "خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ اسکے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں × × × × × وہ وہی بیمثل ہے جسکا ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جسکا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں۔ اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں × × × × وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کرسکتا ہے مگر اسکے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے × × × وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبداء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اسکے آگے کوئی بھی انہونی نہیں اور تمام روح اور انکی طاقتیں اور تمام ذرات اور انکی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں" (الوصیۃ ۱۰-۱۱)

اس عبارت کو پڑھ لینے کے بعد کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ حضرت اقدس نے معاذ اللہ کبھی یہ دعوے کیا ہو کہ زمین و آسمان میں نے بنایا اور اگر کوئی عبارت اسکے خلاف ہوگی تو ہم اسے اس محکم کے تابع کرینگے جیسے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ جو تجھ سے بیعت

کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اس سے کوئی یہ استدلال نہیں کرتا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تھے

فیصلہ کا دوسرا طریق

دوسرا طریق یہ ہے جو سب سے اول اور خصم پر حجت ملزمہ ہے وہ یہ کہ ہم اصل دیکھتے ہیں۔ سب سے اول کتاب البریہ صفحہ ۷۵ پر یہ عبارت ہے۔

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم میں نہیں تھیں اور انکی تعلیم میں توریت پر کوئی بھی زیادہ نہیں تھی۔ انہوں نے صاف صاف لکھا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ خدا کے مقبولوں کو عزت اور قربت اور محبت کے خدا تعالیٰ کی طرف سے القاب ملتے ہیں"

"اور یا جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الٰہی کی محویت میں محبت اور یکدلی کے الفاظ منہ پر لاتے ہیں ایسا ہی انکا بھی حال تھا اس میں کیا شک ہے کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محب کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی روح اور اسکے محبوب کی روح ایک ہی ہو گئی ہے اور فنا نظری کے مقام میں بسا اوقات وہ اپنے تئیں محبوب سے ایک ہی دیکھتا ہے جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں مخاطب کر کے فرماتا ہے"

اس کشف کے اندراج سے آپ کا کیا مطلب تھا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے بجائے اپنی خدائی کا دعوے کرنے اور اپنے تئیں نعوذ باللہ شریک باری ٹھہرانے کے مسیح ناصری کی خدائی کا ابطال فرمایا۔ اور جس مقام یا جن الفاظ سے ایسا دھوکہ ہوتا ہے انکے صحیح مفہوم سے اطلاع بخشی اور بتایا کہ فنا نظری کے مقام میں مومن اپنے تئیں محبوب سے ایک ہی دیکھتا ہے اس سے یہ بات نکالنا

کہ مسیح خدا تھا۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر وحی کے الفاظ میرے حق میں آچکے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کشوف مجھے ہو چکے ہیں جب میں باوجود ان وحیوں اور کشفوں کے عبد من عباد اللہ ہوں۔ تو مسیح کسطرح خدا بنگیا بس یہ مقصد ہے حضور کا چنانچہ آپ نے پہلے اپنے چند الہامات نقل فرمائے ہیں پھر آگے فرماتے ہیں دیکھو صفحہ ۷۷ و صفحہ ۷۸ کتاب البریہ

زمین و آسمان بنانا کشف میں دیکھا

اور انکے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو انکی تائید کرتے ہیں × × × پھر ایک اور کشف ہے۔ جو آئینہ کمالات صفحہ ۵۶۴ - ۵۶۵ میں مدت سے چھپ چکا ہے اسکو بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں وہ یہ ہے

میںنے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا۔ کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخدار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہانتک کہ اسکا کوئی نام و نشان باقی نہ رہگیا ہو۔ اس اثنا میں میںنے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میری جسم پر مستولی ہوکر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا یہانتک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا۔ اور میںنے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضا اسکے اعضا اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اسکے کان اور میری زبان اسکی زبان بنگئی تھی میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل محو ہو گیا۔ اور میںنے دیکھا کہ اسکی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اسکی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے

دیکے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو
پیس ڈالا سو نہ تو میں ہی رہا۔ اور نہ میری کوئی تمنا ہی
باقی رہی میری اپنی عمارت گر گئی۔ اور رب العالمین کی عمارت
نظر آنے لگی۔ اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی
اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اسکی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں
ہمہ مغز ہو گیا۔ جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا جس
میں کوئی میل نہیں تھی۔ اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی
ڈالدی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس
قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اسکو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے
اسحالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا
تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں
سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ
نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ
میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں چنانچہ اسکی گرفت سے
میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا
میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا
کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت
سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنیوالا
نہیں رہا خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا غضب اور حلم
اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس
حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا

آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اسکی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا۔ کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

اس کشف میں چند غور طلب امور	اول یہ کہ یہ کشف ہے اور کشف میں صاحبِ کشف کا کچھ اختیار نہیں ہوتا

دوم۔ اس حالت کے دکھانے کے لئے حضرت اقدس کے وہ فقرے جو موٹے کر دیئے گئے ہیں خصوصیت سے قابل توجہ ہیں۔

(ا) اللہ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی

(ب) یہانتک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا

(ج) میرے اعضا اسکے اعضاء × × × بنگئے تھے

(د) میں بالکل اس میں محو ہوگیا

(ہ) سو نہ تو میں میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی

(و) مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی

(ح) اسحالت میں میں نہیں جانتا تھا۔ کہ اس سے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا؟

(ط) اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔

(ی) اسکی گرفت سے میں بالکل معدوم ہوں
(ک) میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں
(ل) اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے۔
(م) میری زبان پر جاری ہُوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم
ان حالات میں آپ ہی بتائیے کہ ہم یا ہمیں کون تھا۔ اور کہنے والا کون سوم باوجود اس کشف اور ان کلمات کے آپنے خالق السماء والارض کا دعوے ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ فرماتے ہیں

"اب حضرات پادریصاحبان سوچیں اور غور کریں۔ اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں۔ کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اسکی خدائی نکالتے ہیں۔ ان الہامات سے بڑھکر ہیں کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے۔ تو میری ان الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گی"

اور فرالنعوذ باللہ میری خدائی کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔
"اور سب سے بڑھکر ہمارے سید و مولٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں۔ کہ جس نے تجھ سے بعیت کی اس نے خدا سے بعیت کی۔ اور نہ صرف یہ کہ اللہ تعالےٰ نے آپکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور آپکے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے اور یہ کہکر کہ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ آپکی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے۔ بلکہ

ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپکے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ یَا عِبَادِیَ یعنے کہہ کہ اے میرے بندو۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جسقدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے انجیل کے کلمات سے یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی بھلا اس سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان عظیم ہے"

اولیاء اللہ کی مثالیں

اسکے علاوہ اولیاء اللہ کے حالات آپ مطالعہ فرمائیں انکے صدہا کشوف و کلمات ایسے ملینگے۔ مضمون لمبا ہو جانیکا خیال ہے ورنہ میں بہت سی مثالیں مہیا کر دیتا۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کا ایک قصیدہ تو مشہور ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات میں ہے (۱) مجھے اتنی قدرت ہے کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور زمین پر پاؤں ماروں اور تحت الثریٰ تک پہنچا دوں (۲) میں اپنی منزل آپ ہوں۔ (۳) میں تمام آدمیوں ملائکہ جنات چرند پرند اور تمام جانداروں اور کل مخلوقات سے کہ کنارہ پر جہان کے ہیں خبر رکھتا ہوں اور ویسا ہی بہتر نشان دے سکتا ہوں جیسا کہ اپنے آس پاس کی چیزوں کا (۴) مجھ وہ وقت عنایت کیا ہے کہ اول و آخر میرے وقت کے آرزومند ہیں (۵) ساری مخلوق مثل کشتی کے ہے اور میں اسکا ملاح ہوں (۶) مینے پہلے جانا تھا۔ کہ امانت مجھ پر رکھی ہے جب بغور دیکھا تو جانا کہ اپنی خداوندی مجھ پر رکھی ہے (۷) مینے آسمانوں اور زمینوں کو دیکھا کہ میرے گرد طواف کرتے ہیں (۸) بہشت میری طلب میں ہے۔ اور دوزخ میرے خوف میں ہے اور اگر بہشت و دوزخ کا میرے نزدیک گزر ہو۔ تو دونوں معہ اپنے لوگوں کے یعدمیں فانی ہو جائیں (۹) حضرت بایزید بسطامی کے حالات میں لکھا ہے کہ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف رخ کیا۔ اور فرمایا انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون۔ لوگوں نے یہ سن کر کہا کہ یہ شخص

تو دیوانہ ہے۔

ایسے کشوف سے خدائی ثابت نہیں ہوتی

غرض ایسی باتوں سے خدائی ثابت نہیں ہوتی چنانچہ فرماتے ہیں

"پادری صاحبان اُن میرے الہامات کو ہی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں اور اگر خود پادری صاحبان سوچ نہیں سکتے تو کسی دوسری قوم کے تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے اسکی خدائی سمجھی جاتی ہے اُن منصفوں کے حوالہ کریں پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے حق میں ڈگری دیں اور حلفاً بیان کر دیں کہ یسوع کے کلمات میں سے یسوع کی خدائی زیادہ تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تو میں تاوان کے طور پر ہزار روپیہ ان کو دیسکتا ہوں"

تاکید پر تاکید

حضور نے اس وہم کو دور کرنیکے لئے کہ شاید کوئی ناوان اس کلمے یا اس کشف سے میری خدائی سمجھ لے یا ایسے کشوف و الہامات کی بنا پر کسی اور راستباز کو ایسا قرار دے دوبارہ تحریر فرمایا

"میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے یہ سراسر انکی غلط فہمی ہے جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے ان کلمات سے بڑھکر میرے الہامی کلمات ہیں پادری صاحبان سوچیں اور خوب سوچیں اور بار بار سوچیں۔ کہ یسوع کو خدا بنانے کے لئے اُنکے ہاتھ

میں بجز چند کلمات کے اور کیا چیز ہے بس میں ان سے یہی چاہتا ہوں کہ وہ میری الہامی کلمات کو ان کلمات کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھیں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں۔ کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جائے۔ تو ایک شخص کے خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے۔ تو پھر کیا وجہ کہ ان کلمات سے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے"

آئینہ کمالات اسلام میں اس کشف کی تصریح

بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہو کہ حضرت تو یسوع کی خدائی کا اس کشف کی بنا پر ابطال فرما رہے ہیں۔ اور آپ انکو خدائی کا مدعی بنائے ہیں کاش آپ آئینہ کمالات اسلام کو دیکھ لیتے جہاں آپ نے عربی میں اس کشف و الہام کو لکھ کر اسکی تشریح خود فرمائی ہی۔ اب اسکے خلاف کچھ اور معنے پیدا کرنے بہت بے انصافی و بددیانتی ہے ملاحظہ ہو اصل عبارت آئینہ کمالات مندرجہ صفحہ ۵۶۶

والقی فی قلبی ان اللّٰہ اذا اراد ان یخلق ادم۔ فیخلق السموات والارض فی ستۃ ایام۔ ویخلق کل ما لا بد منہ فی السماء والارضین۔ ثم فی اخر الیوم السادس۔ یخلق ادم وکذٰلک جرت عادتہ فے الاولین والاخرین۔ والقی فی قلبی ان ھٰذا الخلق الذی

اور اللہ نے میرے قلب میں ڈالا۔ کہ جب اللہ ارادہ کرے کہ آدم کو پیدا کرے۔ تو آسمان و زمین کو چھ وقتوں میں بناتا ہے۔ اور جو کچھ ضروری ہو وہ آسمان اور زمینوں میں تجویز فرماتا ہے۔ پھر آخری چھٹے دن میں آدم کو پیدا کرتا ہے۔ اور اولین و آخرین میں اسکی یہی عادت ہے۔ (روحانی انتظام کے بارے میں فرمایا) سو اس کشف کے بارے میں اللہ نے میرے دل میں ڈالا

وایتہ اشارۃ الی تائیدات
سماویۃ وارضیۃ وجعل الاسباب
موافقۃ للمطلوب وخلق
کل فطرۃ مناسبۃ مستعدۃ
للحوق بالصّٰلحین الطیّبین
والقی فی بالی ان اللہ ینادی
کل فطرۃ صالحۃ من السماء
ویقول کونی علیٰ عدۃ لنصرۃ
عبدی وارحلوا الیہ مسارعۃ
ورایت ذٰلک فی ربیع الثانی سنہ
فتبارک اللہ اصدق الموحین
ولا نعنی بھٰذہ الواقعۃ کما
یعنی فی کتب اصحٰب وحدۃ
الوجود۔ وما نعنی بذٰلک
ماھو مذھب الحلولیین
بل ھٰذہ الواقعۃ توافق
حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اعنی بذٰلک حدیث البخاری
فی بیان مرتبۃ قرب النوافل
لعبادہ اللہ الصّٰلحین۔

کہ یہ خلق جو مینے دیکھی یہ اشارہ ہے تائیدات
سماویہ وارضیہ کی طرف گویا فرماتا ہو کہ
اسباب مقصد کے مطابق بنا دئے۔ اور
ہر ایک فطرت کو بنایا جو پاکوں اور صالحوں
سے لحوق کی استعداد رکھتی ہے اور میرے
دل میں ڈالا کہ اللہ ہر فطرت صالحہ کو
آسمان سے پکارتا ہو کہ تیار ہو جا۔ اور میرے
بندے کی نصرت کرو۔ اور اے ایسی فطرتو
تم اسکی طرف بڑھو اور اس خلیفہ کی جناب
میں دوڑ کر حاضر ہو یہ ۱۳۰۹ سنہ ربیع الثانی کو
مینے دیکھا بڑا ہی بابرکت ہو وہ جو سچی وحی
کرنیوالا ہو۔ اور یہ ہم اس واقعہ سے یہ مراد
نہیں لیتے جو وحدت وجودی لیتے ہیں
اور نہ ہم خدا کے حلول کرجانیکا عقیدہ
رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ اس حدیث بخاری
کے مطابق ہو جو عباد اللہ الصالحین
کے مرتبہ قرب بالنوافل کے بارے میں آیا
ہے یعنی اللہ کا بندہ مقرب ہوتا جاتا ہے
یہانتک کہ وہ خدا کی آنکھ ہو جاتا ہو کہ اس سے
دیکھتا ہو کان ہو جاتا ہے کہ اس سے سنتا
ہو الیٰ آخرہ۔

ان فقرات نے تو بالکل فیصلہ ہی کر دیا۔ کہ اس کشف کی تعبیر آپ نے کیا فرمائی اب اسپر اعتراض کرنا یا تو حماقت ہے یا شرارت

حقیقۃ الوحی میں اس کی تصریح پھر حقیقۃ الوحی دیکھئے وہاں آپ ایسے ہی ایک الہام کی تفسیر حاشیہ صفحہ ۹۹ پر فرماتے ہیں

ہر ایک عظیم الشان مُصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنے ملائک کو اسکی مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کیجاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے

ان شواہد صریحہ و دلائل بینہ کی موجودگی میں کسی کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مشرک تھے۔ یا وہ خود شریک باریتعالیٰ بنتے تھے۔ یا انھوں نے خدائی یا خالق السمٰوٰت والارض ہونیکا دعوے کیا۔ صحیح نہیں

مسیح موعود تو لوگوں کو وہی معبود برحق منوانے آیا تھا جسے یہ لوگ بھول گئے اور جس کی عظمت و جلال و کبریائی کو یہ لوگ دلوں سے نکال چکے تھے۔ اب میں اس آیت پر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں

مکاشفات سلسلہ احمدیہ کے احباب کو مبارک صد مبارک کہ ہمارے دوست راجہ محمد منظور الٰہی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور نے البشریٰ (جس میں حضرت اقدس کے براہین کے الہامات تاریخوار درج ہیں اور جو ۱۲ پر مل سکتی ہے) کے بعد مکاشفات شائع کی۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے تمام کشوف و رؤیا جمع کئے گئے ہیں۔ نہایت خوشخط چھپوائی عمدہ تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت ۱۲ جلد منگوایئے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

معارف قرآن

ماخوذ از عربی تفسیر علامہ نورالدین ادام اللہ فیضہ

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ۙ اَوْ
تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ
اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ
نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ
هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ بنی اسرائیل ع ۱۰

کفار نے یہ اقتراحی معجزات طلب نہیں کئے۔ بلکہ انہوں نے انکا مطالبہ قرآن مجید اور کتب سابقہ کی بنا پر اپنے فہم کے مطابق کیا۔ چنانچہ انکے اس مطالبہ میں آیات الرحمۃ بھی ہیں آیات الغضب بھی اور آیات مشترکہ بھی

آیات الرحمۃ تو یہ ہیں	۱- ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کر دو ۲- تمہارے پاس کوئی باغ کھجور اور انگور کا ہو جائے
آیات الغضب	۱- آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے گرا دو ۲- اللہ اور فرشتوں کو سامنے لاؤ
آیات مشترکہ	۱- تو آسمان پر چڑھ جائے ۲- اور ہم پر تو کتاب نازل کرے ۳- جسے ہم پڑھ لیں

یہ ۹ نشان ہیں جو ان لوگوں نے طلب کئے

۱- چشمے اور باغ اور سونے کے گھر تو ان آیات کی بنا پر طلب کئے

(ا) ان الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت اولٰئك هم خیر البریة۔ جزاء هم عند ربهم جنٰت عدن تجری من تحتها الانهٰر خالدین فیها ابدًا

(ب) ان الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت لهم جنٰت تجری من تحتها الانهٰر

یعنی ہم مومن بنتے ہیں آپ وہ باغ اور چشمے اور نہریں دکھائیے اور دلائیے جس کا وعدہ دیا جاتا ہے

(ج) ان المتقین فی ظلٰل و عیون و فواکه مما یشتهون۔ یعنی جب عام متقیوں کے سایوں اور چشموں کا وعدہ ہے تو آپکو تو امام المتقین ہونے کا دعوے ہے آپ اپنا ایک ہی چشمہ دکھائیے

(د) پھر خدا تعالےٰ آپکو خطاب فرماتا ہے۔ و وجدك عائلا فاغنیٰ اور ورفعنا لك ذكرك۔ پس ضرور ہے کہ اظہار غنا اور رفع ذکر کم ازکم کسی سونے کے گھر ہی سے ہو

(ہ) تبارك الذی ان شاء جعل لك خیرا من ذٰلك جنٰت تجری من تحتها الانهٰر و یجعل لك قصورًا

۲- اور آسمان کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنا اس آیت کی بنا پر

(ا) وان یروا کسفا من السماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم۔ فذرهم حتی یلاقوا یومهم الذی فیه یصعقون (طور)

(ب) ان نشاء نخسف بهم الارض او نسقط علیهم کسفا من السماء (سبا)

اور اللہ اور فرشتوں کا آنا اس آیت کی بنا پر

(ا) وجاء ربك والملك صفا صفا (ب) واللہ من ورائهم محیط (ج) فلیدع نادیه سندع الزبانیة کلا

اور قبیلا یعنے شہادت کے لئے یہ آیت ہے والملائكة یشهدون وكفی

باللہ شہیدا

۳۳۔ اور آسمان پر جانیکا مطالبہ اس آیت کی بنا پر کیا (۱) و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ پس ضرور ہے کہ آپ اسکے پاس جائیں۔ اور کتاب اتارنے کا اس آیت کی بنا پر رسول من اللہ یتلوا علیہم صحفا مطہرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ اور ہم پڑھ لیں گے کا مطالبہ اس آیت کی بنا پر تھا۔ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون۔ اور قولہ تعالیٰ اقرا کتابک۔ کفار نے اغواء یہود سے یہ مطالبے کئے اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنے آپکو مثیل موسیٰ فرمایا تھا۔ اور موسیٰ کے لئے جو کچھ توراۃ میں آیا۔ یا آنے والے نبی کی نسبت جو پیشگوئیاں تھیں۔ وہ آپ کی ذات میں پوری ہونی چاہئیے۔

چنانچہ استثناء ۸ آیت ۸ میں ہے کیونکہ خداوند تیرا خدا تجھے ایک نفیس زمین میں داخل کرتا ہے۔ ایسی زمین جہاں پانی کی نہریں اور چشمے اور جھیلیں جو وادیوں میں سے اور پہاڑوں سے نکلتی ہیں۔ اور ایسی زمین جہاں گیہوں اور جو اور انجیر اور انار ہوتے ہیں۔ ایسی زمین جہاں زیتون کا تیل اور شہد ہوتا اور مکاشفہ باب آیت ۹ میں ہے اور خرما کی ڈالیاں ہاتھوں میں لئے اس تخت کے آگے اور برے کے حضور کھڑی ہیں۔ پس ان آیات کی بنا پر چشمے اور باغات کا مطالبہ کیا۔ اور خروج کے باب ۲۵ میں موسیٰ کے تئے بہت سے نذرانوں کا ذکر ہے جس میں آیت ۱۱۔۱۲ میں سونے کا بھی ذکر ہے جس کی بنا پر انہوں نے بیت زخرف کا مطالبہ کیا اور خروج باب ۱۹ میں ذکر ہے کہ خدا نے فرمایا دیکھ میں اندھیری بدلی میں تجھ پاس آتا ہوں × × × اور جو کوئی پہاڑ کو چھوئیگا۔ البتہ جان سے مارا جائیگا اور باب ۲۰ میں ہے۔ بادل گرجے بجلیاں چمکیں قرنائی کی آواز ہوئی۔ پہاڑ سے دھواں اٹھا × × × تب انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تو ہی ہم سے بول اور

ہم سنیں لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہیں ہم مرنہ جائیں۔ اس بنا پر انہوں نے تسقط علیہ السلام طلب کیا۔

اور باب ۱۹ آیت ۱۱ میں ذکر ہے کہ "اور تیسرے دن تیار رہیں کہ خداوند تیسرے دن سارے لوگوں کی نظر میں کوہ سینا پر اتر آئیگا" اس بنا پر انہوں نے تاتی باللہ کہا

اور خروج ۲۳ آیت ۱۰ میں ہے "دیکھ میں ایک فرشتہ تیرے آگے بھیجتا ہوں کہ راہ میں تیرا نگہبان ہو اور تجھے اس جگہ جو میں نے تیار کی ہے لے آئے" اس بنا پر انہوں نے والملئکہ قبلا کہا

اور خروج کے باب ۱۹ آیت ۳ میں ہے۔ تب موسیٰ خدا پاس چڑھا اور خداوند نے اسے پہاڑ سے بلوایا" اور باب ۲۰ آیت ۲۱ میں ہے۔ تب وہ لوگ دور ہی کھڑے رہے اور موسیٰ کالی بدلی کے جس میں خدا تھا نزدیک گیا" اسلئے انہوں نے او ترقی فی السماء کہا کہ سماء پر چڑھ جائے۔ اور کتاب لے آئے

اور چونکہ خروج باب ۱۹ میں ۳ سے ۲۰ تک اس سماء پر چڑھنے کی حالت میں احکام لانیکا ذکر ہے اسلئے چاہا کہ آپ بھی مثیل موسیٰ ہونیکے مدعی ہیں سماء میں چڑھکر کتاب لائیں۔

تعجب ہے کہ پہلا حکم تو انکو یہ تھا "کہ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو۔ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان میں ہو یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا" اسی کو بھول گئے اور چھوڑ دیا۔ اور ایسے مطالبے کئے جن سے وہ کچھ فائدہ نہ اٹھائیں

اب دیکھئے

(۱) کہ موسیٰ نے اپنی قوم کو وعدہ کی زمین نہ پہنچا سکے اور انکی قوم کو بجائے چشمے اور

نہروں کے ایک جنگل میں ۴۰ سال خراب ہونا پڑا۔ مگر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم اس سرزمین میں پہنچی جس میں چشمے اور انہار اور باغات تھے

کیا وہ جنات عدن نہیں جن میں جیحوں اور سیحوں بہتے ہیں۔ دجلہ اور فرات ہیں نیل ہو بنی اسرائیل کی الارضی کی ان سرزمینوں کے سامنے کیا حقیقت ہو جن میں امت محمدیہ پہنچی

(۲) کیا اللہ نے اپنے رسول کی حفاظت نہ فرمائی ٹھیک اسوقت جب آپ مکہ سے نکلے کیا آپکو مدینہ میں نہ پہنچایا

(۳) کیا فرشتے آپکی نصرت کو نازل نہ ہوئے اور کیا مواطن کثیرہ میں آپکے صدق کی شہادت بذریعہ ملائکہ نہ دیگئی۔ یہانتک کے عراقین۔ شام۔ مصر فتح ہو گئے جن کو بنو اسرائیل نہ کر سکے کیا فرشتے بدر حنین اور احزاب میں نازل نہ ہوئے

(۴) کیا آپکے اور آپکے اصحاب کے ہاتھ میں کتاب نہیں جسے پڑھتے ہیں۔ کیا یہ کتاب آسمان سے نازل نہیں ہوئی

(۵) کیا فدک کے جنت ہونے میں کچھ کلام ہے اور کیا خیبر اور طائف کے باغات آپکے قبضے میں نہ آئے

ہاں وہ بشر رسول تھا اسلئے یہ آیات اسی سنت اور انداز کے ماتحت دیگئیں جو رسولوں کے ساتھ ابتداء سے اسکا طریق چلا آیا ہو۔

خدا نے آپ پر یہانتک فضل کیا کہ مکہ اور مدینہ میں بھی نہر آگئی جیسا کہ یسعیاہ ۱۸/۴۱ میں ہو میں ٹیلوں پر نہریں اور وادیوں میں چشمے کھولونگا۔ میں صحرا کو تالاب اور سوکھی زمین کو پانی کی نہریں کردونگا میں بیابان میں دیودار اور ببول اور آس اور بلسان کے درخت اگاؤنگا" اور تمام وعدے پورے ہوئے جو یسعیاہ ۶۰ و ۴۲ میں ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ماخوذ از تفسیر عربی)

صلے اللہ علیہ وسلم
ہمارا نبی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض کو لیکر مبعوث ہوئے تھے جس کے لئے
تمام انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے ہے چنانچہ قرآن کریم میں ایک مقام پر ما کنت
بدعا من الرسل فرمایا اور دوسرے مقام پہ انما انا بشر مثلکم یوحی الی
انما الھکم الہ واحد فاستقیموا الیہ و استغفروہ و ویل للمشرکین
فرماکر اپنی پوزیشن اور اپنا فرض واضح کردیا

اس غرض میں آپ کہانتک کامیاب ہوئے ملک عرب اور خود مکہ کی حالت گواہ
ہے کہ جہاں سینکڑوں بت پوجے جاتے تھے۔ وہاں ایک خدا کی پرستش ہونے لگی
اور آپ نے اپنی پاک تعلیم کے ذریعے ایک ایسی جماعت قائم کردی جس کے جانشین
ابتک کہ تیرہ سو سال گزر چکے ہیں چلے آتے ہیں اور چلے جائینگے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اولاً آپ نے الہٰی تعلیم الٰہی نصرت الٰہی فضل سے آخر
الہٰی کلام سے مزکی و مطہر ہو کر لوگوں کی خوابیدہ فطرتوں کو جگایا ایسا کیوں نہوتا
کہ الہٰی کلام میں دلائل فطریہ اور وجدانیہ اور عقلیہ وغیرہ وغیرہ سب کچھ موجود تھیں
اسلئے مختلف مذاق کے لوگ اعجازی طور پر آپکے ساتھ ہوگئے۔ اور انہیں ہر قسم کی دلیلوں
سے سمجھایا کہ ہمارا معبود ہمارا مطلوب ہمارا مقصود ہمارا مطاع صرف ایک ہی اللہ
رب وَدود ہو سکتا ہو

ان الی ربک المنتھی میں سلسلہ علل و معلولات کے ذریعہ اصل مالک و خالق کا
پتہ دیا جو خدا تعالیٰ ہے (۲) اور ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی میں ہر
شے کے مناسب حال اسکو پیدائش بخشنے اور پھر اس شے کو کمالات مطلوبہ حاصل کرنے

کے لئے راہ دکھلانے کی دلیل سے ثابت کیا کہ اللہ تعالےٰ ہے"(۳) لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر و لا اللیل سابق النہار و کل فی فلک یسبحون میں بتایا کہ اس نظام شمسی کا کوئی مدبر ضرور ہے ورنہ یہ سلسلہ درہم برہم ہو جاتا (۴) کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام میں ہر چیز کا معرض زوال میں ہونا بتایا (۵) اور الست بربکم قالوا بلیٰ میں فطرت انسانی کی گواہی کو پیش کیا ہر مذہب میں کسی نہ کسی اعلیٰ ہستی کا اقرار اسپر روشنی ڈالتا ہے۔

اور اس خصوص میں کہ اس عالم کا خالق و مدبر و متصرف وہی ہو سکتا ہی اللہ خالق کل شیء و ہو الواحد القہار میں لمی دلیل ہو اور لم یکن لہ شریک فی الملک و خلق کل شیء فقدرہ تقدیرا میں انی دلیل سے اور ام خلقوا من غیر شیء ام ہم الخالقون ام خلقوا السموات و الارض بل لا یوقنون میں دلیل خلف سے اور ہو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ میں قیاس اقترانی سے ثبوت دیا اور بتا دیا کہ سب اشیاء کا خالق وہی ہے پس عبادت کے لائق بھی وہی ہی

اور چونکہ بعض بانیان ملل اپنے پیرووں کی غلطی سے معبود سمجھے گئے اسلئے لا الہ الا اللہ پر اپنی امت کو ثابت قدم رکھنے کے لئے کلمہ طیبہ کا جزو اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ بنا دیا۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے ہر امتی کی زبان پر یہ گواہی ہو کہ عبادت کے سزاوار ایک ہی ہی جسکا نام ہے اللہ جامع جمیع صفات کاملہ اور منزہ از عیوب و نقائص ہستی۔ دوم۔ قرآن شریف میں آپ ہی کی زبان سے یہ اعلان ہے۔ انما ادعوا ربی و لا اشرک بہ احدا قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا۔ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد۔ و لن اجد من دونہ ملتحدا

پھر اپنے پیروؤں کو عملی توحید پر قائم کرنیکے لئے تاکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہ صرف قال ہی نہ رہے بلکہ انکا حال ہو جائے آپنے پانچ امور ارکان اسلام فرمائیے

نماز جس کی طرف بلانیکے لئے اذان ہے اور جس کا ایک ایک کلمے سے توحید کا اعلان ہوتا ہے اور جو نفاق کو جڑھ سے کاٹنے والی ہے کیونکہ جہاں چند ایک مسلمان ہیں وہاں انہیں پانچوقت باواز بلند بلکہ چھتوں پر چڑھ کر گواہی دینی پڑتی ہے کہ خدا تعالیٰ معبود برحق ہے اور ہم شرک اور شرک سے پیار کرنیوالوں سے بیزار ہیں۔ پھر نماز کی ابتداہی ایک ایسے کلمے سے ہے جو شرک کا قامع ہے یعنے اللہ اکبر الحمد للہ رب العلمین وہ جامع فقرہ ہے۔ کہ تمام مذاہب باطلہ کا ردّ اسی سے ہو سکتا ہے۔ اور اسے سچے دل سے کہنے والا کبھی شرک میں مُبتلا نہیں ہوتا۔ رکوع و سجود قومہ میں ایسے کلمات دہراتا ہوا جو لا الہ الا اللہ کی حقیقت کو واضح کرنیوالے ہیں۔ آخر مومن التحیات للہ والصلوۃ والطیبات کہتا ہے جس میں اپنی تمام لسانی۔ مالی جانی جدوجہد کو محض اللہ کے لئے قرار دیتا ہے

روزہ میں سکھایا کہ ہم کس طرح حلال اشیاء کو بھی ایک وقت اسی ذات بابرکات کے حکم سے چھوڑ سکتے۔ اور کیونکر اپنا کھانا پینا جماع کرنا جو بقاء حیات وبقاء نسل کے لئے ضروری اور ازلس ضروری ہیں محض اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں۔ اور عملی طور پر لا الہ الا اللہ پر قایم ہیں۔

زکوۃ میں بتایا کہ ہم اپنا مال جمع کرتے ہیں تو اللہ کی راہ میں اعلاء کلمۃ اللہ اور غربا و محتاج مخلوق الٰہی کے لئے خرچ کرتے ہیں جس طرح نماز میں تعلیم تھی۔ کہ ہم اپنا وقت اپنے مشاغل خدا کے لئے چھوڑ کر بتا دیں کہ ہمارا مطلوب و مقصود اللہ ہی ہے اسی طرح زکوۃ میں تعلیم دی کہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرکے ہم یہ ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ کہ دنیاوی جدوجہد کا مقصود بھی اللہ ہی ہے۔

پھر حج میں تو اس مقصد کو حد تک پہنچا دیا۔ کہ ہم اس ذات والاصفات کے لئے اپنے پیارے وطن۔ اوقات۔ مشاغل اور موجودہ حالات کو چھوڑنے پر بھی تیار ہیں۔ یہ تمام ذرائع ہیں لا الہ الا اللہ پر قائم رہنے کے جو حضرت نبی کریم صلعم نے حسب کلام الٰہی سکھائے پھر یہیں تک بس نہیں۔ جہاں سنت متواترہ کے ذریعے ان پانچ ارکان کا رہنا ضروری تھا۔ تاکہ امت لا الہ الا اللہ پر قائم رہے۔ وہاں اللہ تعالےٰ نے ہر صدی کے گزرنے پر جب کہ ایک طرز کے آدمیوں کی پود گزر جاتی ہے۔ مجددین کی بعثت کا انتظام فرمایا اور چونکہ نفوس مزکیہ کی ہر ایک قوم میں ضرورت رہتی ہے اسلئے ایسے ایسے معلم و مزکی و مطہر نفوس اس امت محمدیہ میں پیدا ہوتے رہی۔ جو آنحضرت صلعم سے فیض پاکر خلقت کو ہدایت دیتے رہے۔ اور جہاں دیکھا کہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم میں کچھ ملاوٹ ہوئی یا امت کی ثابت قدمی میں کچھ فرق آیا۔ تو فوراً یہ برگزیدگان الٰہی پہنچے۔ اور اسکی اصلاح فرمائی۔ اس نشان کو ظاہر کرنے کے لئے آپ صلعم کو

خاتم النبیین کا لقب دیا گیا۔ یعنی

یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے مطابق انبیاء کی بعثت تو الیٰ یوم القیام ہونی ضروری ہے مگر اب چونکہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم کامل ہوچکی اسلئے آئندہ معلم اور مزکی حضور انور کی مہر سے آیا کرینگے اور آپ کے فیض سے مستفیض آپ ہی میں ہو کر وہ جو مبعوث ہوا کرینگے علیحدہ طور پر انکی کچھ ہستی نہ ہوگی مگر آپ کی ظلی چادر پہن کر وہی کام کرنیوالے ہونگے۔ جو اس نبیوں کے سردار احمد مختار نے کیا۔ اس زمانے میں جب لا الہ الا اللہ کے مفہوم میں علمی اور عملی طور سے غلطیاں پڑ گئیں۔ لوگوں نے دنیا اور اسکے اسباب پر یہانتک بھروسہ کیا۔ کہ گویا انکو خدا بنا لیا۔ اور ادھر ایک بندے میں سات صفات حقیقی خالق الطیور ہونا۔ طبعی طور پر مردوں کو اسی دنیا میں طبعی

موت کے بعد زندہ کرنیوالا دو ہزار برس سے دنیا کے تمام آدمیوں کی طرح زندگی ور ہائش کے خلاف آسمان پر پہنچنے والا۔ ایک ایسا شخص جس کے ہاتھ پر تمام جہان کے لوگ مسلمان ہوجائینگے ۔ہا تمثال وکا موت دیکھ بعل غیب کا جاننے والا الہی قرار دی گئیں جن سے وہ خدا کا ند سمجھا جائے۔ اور اس قوم کی تائید ہو۔ جو اسے اقنوم ثانی قرار دیتی ہے تو ایک بندہ مبعوث ہوا۔ جس نے اس بت کو اسکی وفات کے ثبوت اور خود اپنی زندگی کو پیش کر کے توڑا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرد نگا کے اقرار سے لاالہ الا اللہ کو از سر نو قائم کر کے بتا دیا اور واضح کیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے جس غرض کو مد نظر رکھکر آواز اٹھائی تھی۔ وہ لا الہ الا اللہ تھا۔ اور اس میں آپ کو مکانی و زمانی لحاظ سے بےنظیر کامیابی ہوئی۔ جس علاقہ میں آپنے یہ آواز اٹھائی۔ اس میں بھی اسی آواز کی گونج پیدا کر کے دم لیا۔ یہاں تک کہ بچے بچے کے منہ سے لاالہ الا اللہ نکلنے لگا۔ اور لوگوں پر بموجب صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ اپنی تعلیم کے ذریعے وہ رنگ چڑھایا کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے بلکہ بے ادبی نہ ہو جگتے موتتے بچے پیدا ہونیکے وقت شادی و بیاہ نکاح بلکہ صحبت کیوقت پھر مرنے کے وقت مرنیکے بعد پسماندوں کی زبان سے بھی اللہ اللہ کہلایا۔ اور پھر آپ ہی کی روحانیت مختلف صدیوں میں جوش مار کر ایک شخص میں جوش بھرتی رہی کہ وہ خدا کی روح سے معمور ہو کر لاالہ الا اللہ بولا اور ذاکرین اللہ کا ایک گروہ پیدا کیا۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ کسی تاریخی حوالے کے محتاج نہیں

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

خدا تعالےٰ کے زبردست نشان

نوشتہ ماسٹر محمد الدین صاحب بی اے قادیان

وکاین من آیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم

قانون الٰہی دربارۂ احیاء | یہ ایک قدیم سے سنت اللہ جاری ہے کہ جب زمین مردہ ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش بھیجکر اسکو دوبارہ زندہ کرتا ہے

برسات کے ابتدائی مہینوں میں یہ بارش کثرت سے ہوتی رہتی ہے یہانتک کہ زمین اس قابل ہو جاتی ہے کہ اس میں ہل چلایا جاسکے پھر کسان ہل چلاتا اور دانہ بکھیرتا ہے کچھ عرصہ تک وہ دانہ زمین میں چھپا رہتا اور پھر روئیدگی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے بعد میں ساون بھادوں کی تھوڑی بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور وہ دانہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا رہتا ہے یہی حال الٰہی سلسلوں کا ہوتا ہے۔ مامور من اللہ آتا ہے اسکے ساتھ الہاموں کی بارش ہوتی ہے اسکے کسان یعنی فرشتے دلوں کی زمینوں میں وہ دانہ بکھیرتے ہیں۔ پھر روئیدگی شروع ہو جاتی ہے۔ اور تجربہ کار جان لیتے ہیں کہ مشکل کام جو تھا وہ تو ہو چکا ہے اب صرف تھوڑی بارشوں کی گاہے گاہے ضرورت رہتی ہے لیکن نادان جو اس کام سے محض نا آشنا ہوتا ہے اسکو دور سے پہلے سوائے مٹی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس اثنا میں اندھیاں بھی چلتی ہیں تپش بعض دفعہ ایسی پڑتی ہے کہ بعض دانے خشک ہو کر رہ جاتے ہیں بعضوں کو وہ تیز ہوائیں جڑھ سے اکھیڑ دیتی ہیں یا چھوٹے سے نازک پودے کی کمر توڑ دیتی ہیں تاکہ آئندہ وہ ترقی نہ کر سکے۔ اس سے بھی بعض نادان دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ ان اندھیوں یا ان تپشوں سے کھیت تباہ ہو جائیگا مگر ایسا نہیں ہوتا جس قدر

مضبوط اور مستعد بیج ہوتے ہیں۔ وہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے ہیں۔ بیج میں بعض دفعہ اور بھی نقصان دہ امور آتے رہتے ہیں جیسے کوے اور دوسرے جانور جو کھیتوں کو تباہ کرتے ہیں مگر آخر کو وہی کھیت ہرا بھرا ہو کر لہلہانے لگتا ہے یہی مثال سلسلہ الٰہیہ کی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام ہمارے درمیان آئے اور اپنے ساتھ الہام الٰہی کی بارش لائے اور اپنے ہاتھوں سے اس بیج کو زمین میں بو گئے اور جب آپکا کام ختم ہو چکا تو اس یارِ حقیقی کے پاس چلے گئے۔ ساتھ ہی اپنے خدام کو وصیت کر گئے کہ میرے جانیکے بعد تم پر بڑے ابتلا آئینگے اور لوگ یہ سمجھ لینگے کہ یہ سلسلہ تباہ ہو گیا۔ اور بعض پر ان ابتلاؤں کا اس قدر زور ہوگا۔ کہ وہ یا تو خشک ہو کر رہ جائینگے یا جڑ سے اکھڑ جائینگے مگر مبارک وہ ہے جو آخر وقت تک ثابت قدم ہے اور دعا میں لگا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک دوسرا ہاتھ دکھائیگا اور اپنی مامور کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا قدرت نے جو ہاتھ اپنے مامور کی تصدیق میں دکھائے۔ وہ اس پرچہ کی گنجائش سے باہر ہیں یہاں صرف ایک مختصر طور پر لکھا جاتا ہے عاقلے را اشارہ کافیست

مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

بہت عرصہ گزرتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ نے حجاز ریلوے بنانے کا ارادہ کیا۔ اور اسکے لئے چندہ کرنیکے لئے کئی ایک ایجنٹ مختلف ممالک میں روانہ کئے ایک شخص پنجاب میں بھی آیا اسکا نام حسین کامی تھا۔ یہ شخص قادیان میں بھی آیا اور حضرت مسیح موعود سے ملا۔ اور سلطنت عثمانیہ کے لئے دعا کرنیکے لئے اس نے حضرت مسیح موعود سے درخواست کی اثنائے گفتگو میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ مجھے اس سلطنت کے اعضا یعنی امراء وزراء اچھے نہیں نظر آتے ہیں۔ اور میں سلطنت کا انجام اچھا نہیں دیکھتا

اس شخص نے لاہور جاکر بہت زہر اگلا اور کہا کہ مرزا خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین شریفین کو بُرا کہتا ہے۔ اور اسلامی سلطنت کا مخالف ہے چنانچہ اخبارات اور بہت سے اشخاص نے جو بے طرح حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت پر کی وہ بیان سے باہر ہے اور جہاں کفر کے اور بہت سے اسباب ان لوگوں نے اپنے زعم میں بنائے ہوئے تھے وہاں یہ ایک اور عذر کافر کہنے کے لئے مل گیا۔ چنانچہ کافروں نے بہت کفر کیا۔ امتداد زمانہ سے جہاں لوگوں کو اور باتیں بھول جاتی ہیں۔ وہاں یہ بات بھی معرض نسیان میں آگئی

مسیح موعود کی دوسری پیشگوئی

پھر آٹھ یا نو سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا جو اخبارات میں بھی شائع کر دیا گیا۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم بعد غلبھم سیغلبون یعنی رومی لوگ نزدیک کی زمین میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونیکے بعد پھر غالب ہو جائینگے۔ اس زمانہ میں لڑائی کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔ بالکل امن وامان

واقعات نے کیونکر رنگ بدلا

تھا۔ ٹرکی کا اپنی ہمسایہ ریاستوں کیساتھ بڑی صلح صفائی کے تعلقات تھے چنانچہ جب عہد عبدالحمیدی بدلا اور پالیمنٹ کا دور دورہ ہوا۔ اور آسٹریا نے بوسنیا اور ہرزگوینیا دو صوبوں پر پورا قبضہ کر لیا۔ اور الحاق کا اعلان کر دیا۔ تو موجودہ بلقان کی ریاستوں میں سے جو تھوڑا عرصہ ہوا ٹرکی سے الگ ہوئیں بعض نے ٹرکی کی حمایت میں آسٹریا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ غرضیکہ لڑائی کے بالکل سامان موجود نہ تھے۔ اسکے کچھ عرصہ بعد یہ بھی الہام ہوا کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں اس نے اور بھی توضیح کر دی کہ لڑائی ضرور ہونیوالی ہے چنانچہ اس معاملہ پر چھ یا سات سال کا عرصہ گزرنے لگا۔ اور ابھی تک لڑائی کے کوئی آثار نہ تھے لیکن چونکہ لڑائی کا ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ اسلئے تعجب پر تعجب آتا ہے کہ کس طرح

اور کس رنگ کے لڑائی کے سامان پیدا ہو گئے

اس پیشگوئی کا پہلا ظہور جنگ طرابلس میں

سنہ ۱۹۱۱ء میں اٹلی نے طرابلس پر حملہ کر دیا۔ جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اٹلی کو اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ ٹرکی کی سلطنت تو چند دن کی مہمان ہے اگر اسوقت طرابلس پر قبضہ نہ کر لیا گیا۔ تو پھر کوئی اور طاقتور سلطنت اسپر قبضہ کر لیگی۔ اور اٹلی کی پرانی آرزوئیں خاک میں مل جائینگی چنانچہ اسکے لئے جو عذر تراشے گئے ان میں سے دو بڑے عذر یہ بھی تھے کہ ینگ ٹرکوں کی جمعیت کے لوگ جب اٹلی اور اہل اٹلی کو مخاطب کرتے ہیں۔ تو حقارت آمیز لہجہ میں جس کو اٹلی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس میں اسکی سخت ہتک ہے۔ دوسرے اٹلی کی ایک عورت جو طرابلس میں رہتی۔ وہ کسی مسلمان ترک پر عاشق ہو کر اسکے ساتھ نکل گئی۔ اور بالآخر مسلمان ہو گئی۔ اسکا یہ عذر بنایا گیا۔ کہ اسکو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے پس لڑائی شروع ہو گئی لڑائی کیا تھی سب یکطرفہ کارروائی تھی ترک بالکل بے بس و بیکس تھے جنگی بیڑہ انکے پاس نہ تھا کہ لڑائی کرتے اور کمک پہنچاتے اٹلی نے اپنی تمام افواج ساحل طرابلس پر اتار دیں۔ خشکی کی راہ سے بھی ترک کوئی کمک نہ بھیج سکے اور ساتھ ہی ایشیائی ترکی کے جس قدر بندرگاہ تھے سب کو اٹلی والوں نے یکے بعد دیگرے توپوں سے اڑا دیا۔ حدیدہ سے لیکر دردانیال کی کوئی چھوٹی موٹی جگہ نہ چھوڑی۔ جو انکی توپوں سے بچی ہو آخر ایکسال کی لڑائی کے بعد طرابلس اٹلی والوں کے حوالہ کرنا پڑا۔ یہ تو پہلی شکست تھی۔ لیکن

پیشگوئی کا دوسرا ظہور جنگ بلقان میں

یہ پوری طور پر لوگوں پر واضح نہ ہوئی۔ یہ تو پیشگوئی کی صرف ابتدا تھی۔ ابھی اصل واقعات پردہ غیب کے اندر نہاں تھے۔ ابھی اٹلی کے ساتھ مبادیات صلح طے ہو رہے تھے کہ چار ریاستوں۔ بلگیریا سرویا۔ مانٹینگرو اور یونان کا آپس میں معاہدہ ہوا۔ کہ اب موقعہ ہے ترک اٹلی کے ساتھ لڑکر بالکل مضمحل ہو چکے ہیں۔ اگر یہ موقعہ ہاتھ سے گیا تو پھر ہاتھ نہیں

آپکا اعلان جنگ کے قبل ہی جنگ شروع ہوگئی۔ اب ادنی الارض کے الفاظ آنکھونکے سامنے پھرنے شروع ہوئے مگر یہ کسی کو یقین نہ تھا کہ ترکوں کو شکست ہوگی ہم لوگ تو لڑائی کیا جانیں۔ خود یوروپ کی سلطنتوں کو یقین تھا۔ کہ اس میں ترکوں کو شکست ہوگی۔ فوج بھی موجود تھی سامان بھی موجود تھا۔ جرنیل آزمودہ کار بھی موجود تھے مگر خدا کے الفاظ انکے خلاف تھے

غلبت الروم کیونکر پورا ہوا جاننا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کے دو حصہ ہیں ایک یہ کہ رومی نزدیک کی زمین میں شکست کھائینگے نہ صرف شکست ہی بلکہ مغلوب ہوجائینگے۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ اپنے مغلوب ہونیکے بعد وہ پھر غالب ہوجائینگے۔ یہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ترکوں کے پاس فوج اور سامان اور جرنیل وغیرہ سب کچھ موجود تھے فوج کا انتظام تو اللہ تعالے نے یہ کیا۔ کہ جسوقت اٹلی سے لڑائی ہو رہی تھی۔ تو اٹلی نے چاہا کہ ایشیائے کوچک اور شام پر بھی حملہ کرے پس اس ناکہ بندی کے لئے ترکوں کو اپنی ساری فوج جو طیار اور قواعد دان تھی اپنے یوروپی حصہ سے نکالکر اور اسکو خالی کرکے ایشیا میں لیجانی پڑی۔ یوروپین حصہ کو کوئی اندیشہ بظاہر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اسلئے تمام علاقہ خالی اور غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دیا گیا۔ اس ملک میں ریلیں بہت کم ہیں۔ اس طرح فوجوں کو مختلف علاقوں میں پھیلانیکے لئے کتنے مہینے کا عرصہ گزر گیا۔ اب انکو دوبارہ جمع کرنیکے لئے بھی کتنی ماہ درکار تھے۔ اسکا اندازہ کہ کسطرح ترکوں کو فوجیں تقسیم کرنی پڑیں اور کتنا عرصہ لگا۔ اس طرح سے ہوسکتا ہے کہ صرف سمرنا شہر کے پاس ساٹھ ہزار فوج انکو جمع کرنی پڑی۔ اور یہ فوجیں اس وقت یوروپ کے لڑائی میں حصہ لینے کے لئے پہنچیں۔ جب لڑائی فتح ہوچکی تھی۔ اور یوروپین ٹرکی کے حصے بخرے ہوچکے تھے۔ یہاں معاملہ تاثرباق از عراق والا خوب سمجھ میں آگیا۔ جرنیل جو بڑے تجربہ کار تھے۔ وہ اس میں لڑ پڑے چنانچہ ایک دوسرے کے گلے خوب کاٹے گئے۔ سامان بھی موجود تھے۔ اسکے لئے ریلیں غیر کمپنیوں کے ہاتھوں میں

اسی اثناء اعلان کیا گیا کہ فاتح اپنی فتح کا ثمرہ نہیں پائیگا

دیدیں جنھوں نے لڑائی ہونے سے پہلے تمام گاڑیاں کسی نہ کسی ایک بہانے سے ملک سے باہر دشمنوں کے علاقوں میں بھیجدیں جنھوں نے انپر قبضہ کرلیا۔ فوجیں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجائیں تو کسطرح اور سامان پہنچے تو کس طرح۔ لولی برغاس کے میدان میں ہمین سے پانچ دن کی بھوک سے تنگ آکر اور کھڑے ہونیکی طاقت نہ پاکر ترک موت کے سامنے سے بھاگے مگر کہاں بھاگ سکتے تھے۔ سخت بھوک نے انکے پاؤں میں چلنے کی طاقت نہ چھوڑی تھی۔ ہزاروں قتل ہوگئے اور ہاتھ تک نہ ہلاسکے۔ اللہ تعالےٰ کے مامور نے جو فرمایا تھا۔ کہ میں اس سلطنت کے وزراء امراء کو خائن دیکھتا ہوں۔ بالکل صحیح نکلا۔ رشوتیں لیکر انہوں نے تمام علاقے دشمن کو سونپ دیئے۔ اور لوہے کے کارتوسوں کی بجائے لکڑی کے جعلی اور بناوٹی کارتوس اپنی فوجوں کو بھیجے۔ اور جہاں گولہ بارود کی ضرورت تھی وہاں سپاہیوں کو کچھ نہ بھیجا۔ نتیجہ ظاہر تھا۔ ایسی خطرناک شکست ہوئی کہ اسکی مثال تاریخ میں بہت کم ملے گی۔ یاد رہے کہ یہ پیشگوئی کا پہلا حصہ تھا۔ جو اس شد ومد کے ساتھ پورا ہؤا۔

شکست نشان کیونکر بنی

فتح اور شکست تو کوئی تعجب خیز امر نہیں جب دو سلطنتیں لڑتی ہیں تو ایک شکست کھایا ہی کرتی ہے اسلئے محض ترکوں کا شکست کھاتا کوئی اتنا بڑا نشان نہ تھا مگر نشان یہ تھا کہ بظاہر سب کو یقین تھا۔ کہ اس لڑائی میں ترک فتحیاب رہینگے۔ اور اگر زیادہ سے زیادہ معاملہ ہؤا۔ تو ترکوں کی فتح کے مقابل اتحادیوں کی بھی کوئی خال خال فتح کسی خاص موقعہ پر ہو جائے سارے یورپین اخبارات کو اٹھا کر پڑھ جائیے یہی لکھا ہوگا خود اتحادیوں کو بھی اتنی امید نہ تھی۔ جس کا بیان آگے انشاءاللہ آتا ہے اسلئے بخلاف تمام امیدوں کے ترکوں کو بڑی ذلت اور رسوائی کی شکست ہوئی۔ اور دشمن تو قسطنطنیہ سے چند میل ہی کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ تمام یورپین حصہ کتنے سو میل لمبا اور ساٹھ سے لیکر تین سو میل چوڑا ترکوں کے ہاتھوں سے یکدم نکل گیا

ل پیشگوئی کے اصل الفاظ یہ ہیں سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کیساتھ انجام اچھا نہیں × × روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے

[illegible]

اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ اور اس لڑائی کا نظارہ جو مسیح موعود کو قبل از وقت دکھایا گیا

پیشتر اسکے کہ پیشگوئی کے دوسرے حصے کو بیان کیا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑائی کے متعلق ایک جگہ جو حضرت اقدس نے تفصیل سے لکھا ہے۔ وہ بھی بیان کر دیا جائے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس طرح ان تمام آئندہ کے واقعات کا علم حضرت مسیح موعود کو قبل از وقت دیا گیا۔ چونکہ یہ حصہ نظم میں ہے اسلئے اسکے اصل الفاظ مع ضروری تشریح کے درج کر دیئے جاتے ہیں وہو ہذا

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد ✤ جس سے گردش کھائینگے دیہات شہر اور مرغزار

تاریخ امروزہ ۵ راپریل ۱۹۰۵ء

آئیگا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب ✤ اک برہنہ سے یہ نہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے ✤ کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

یہاں پر حضرت صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے زلزلہ کے لفظ پر نوٹ کر دیا ہے۔ کہ اس سے مراد زلزلہ ضروری نہیں۔ بلکہ سخت آفت شدید کے معنی بھی ہیں جن لوگوں نے اول سے لیکر آخر تک جنگ طرابلس اور جنگ بلقان کو پڑھا ہو۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ زلزلے بھی سخت ان ممالک میں آئے اور شدید آفت تو جنگ کی وجہ سے بپا ہی تھی۔ ٹرکی میں انہی دنوں میں زلزلہ آیا۔ جس سے سرکاری شمار کے لحاظ سے ساڑھے تین ہزار سے زیادہ جانوں کا نقصان ہوا۔ جن لوگوں کو ۴ راپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ یاد ہے۔ انکو معلوم ہے کہ اس زلزلہ میں دس ہزار سے زیادہ آدمی ہلاک نہ ہوا تھا۔ پھر بلگیریا میں زلزلہ آیا۔ اور کئی سو جانوں کا نقصان ہوا پھر اٹلی میں انہی دنوں میں زلزلہ آیا جس سے بہت ہی جانوں کا نقصان ہوا۔ یہ تو ظاہری الفاظ تھے۔ اب شدید آفت کو لیجئے وہ خونریز قتل عام جس میں نہ بچہ چھوڑا گیا۔ نہ جوان نہ مرد نہ عورت نہ بوڑھا نہ کمزور نہ سپاہی اور نہ غیر سپاہی نہ عورتوں کی عصمت کی پرواہ کی گئی۔ اور نہ انکی عفت کی۔ زندوں کو جلایا گیا۔ زندہ درگور کرایا گیا۔ پہاڑوں کو

صلے اللہ علیہ وسلم

اُنکا نٹوں پر گھسیٹا گیا۔ رال اور نفتا اور مٹی کا تیل ڈالکر جلایا گیا۔ درختوں پر لٹکا کر چاند ماری کی گئی۔ غرضیکہ نہ بلقانی درندوں نے کوہستان بلقان میں اور نہ اٹلی کے مہذب وحشیوں نے نخلستان طرابلس میں کوئی ایسا دقیقہ قتل اور بے عزتی اور بیحرمتی کا چھوڑا جو کسی کے وہم وگمان میں آسکتا ہو شہروں کے شہر اور گاؤں کے گاؤں اور جنگلو نکے جنگل جلا کر راکھ کر دئیے گئے۔ پہاڑونکو پتھروں اور چٹانوں کو توپوں سے اڑا دیا گیا جو کوئی جس حالت میں پایا گیا۔ قتل کر دیا گیا۔ سوتے ہوئے حالت برہنگی میں بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں۔ اور نشانہ مرگ بنتے ہیں۔ جس طرح شکار کا چاروں طرف سے احاطہ کرکے اسکو سوتے سے جگایا جاتا ہی اسطرح ترکو نکو سوتے سے جگا کر ذبح کیا گیا۔ یہانتک کہ جتنوں نے مذہب چھوڑ کر اپنی جان اور اپنی عفت اور عصمت بچانی چاہی وہ بھی نہ بچ سکے۔ یہ ظلم ابھی بند نہیں ہوئے جاری ہیں۔ اب مسلمان نہیں ملتے۔ تو بلغاری اور سروی ایکدوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں۔ جو عذاب اب ترکوں پر آیا ہے اسکی نظیریں تاریخ اسلام میں صرف چند ہی مل سکتی ہیں۔ اس لڑائی کو جرمن اور فرانس، یا روس اور جاپان کی لڑائی بالکل نہیں سمجھنا چاہئیے۔ بعینہٖ اس لڑائی کی مثال یہ ہے کہ ایک طرف بھیڑوں کا لشکر ہو۔ اور ان بھیڑونکی تعداد سے بڑھکر بھیڑیوں کا لشکر ہو جنھوں نے بھیڑونکے لشکر کا چاروں طرف سے محاصرہ کرکے انکے اندر گھسکر ایک ایک بھیڑ پر چھ چھ اور دس دس بھیڑئیے چھوڑ دیے ہوں۔ پھر حضرت صاحب لکھتے ہیں ؎

اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیروزبر ✤ نالیاں خوں کی چلینگی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن ✤ صبح کر دیگی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائینگے انساں کے پرندوں کے حواس ✤ بھولینگے نغمونکو اپنے سب کبوتر اور ہزار (بلبل)
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی ✤ راہ کو بھولینگے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں ✤ سرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار

صرف ان ترکونکی تعداد جو قتل عام میں اتحادیونکے ہاتھوں مارے گئے قریباً پانچ لاکھ کے ہے۔ ان مقتولونکی تعداد علاوہ ہے۔ جو لڑائی میں مارے گئے۔ ایسا ہی خود اتحادیوں کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ اور اب جو تلوار خود اتحادیوں کے درمیان چل رہی ہے۔ اور جسقدر نقصان وہ آپس میں ہی ٹکرا اٹھا چکے ہیں وہ کہیں زیادہ ہے اس نقصان سے جو ان کا ترکوں کے خلاف ہوا۔ واقعی خون کی نالیاں چلیں۔ دریائے ورداراور مارٹزا کے پانی مقتولوں کے خون سے سرخ ہو گئے۔ محض زلزلہ سے کبھی خون کی ندیاں نہیں چلا کرتیں۔ اس سے تو لوگ عمارتوں کے نیچے یا پہاڑوں میں آکر دب کر مر جاتے ہیں۔ اور اگر کسی کا خون نکلے بھی۔ وہ بھی مٹی سے خشک ہو جاتا ہے پھر گاؤں کے گاؤں مع انکے مسکنوں کے اتحادیوں نے آگ لگا کر جلا دیئے۔ اور زندہ آدمی جلکر کوئلے ہو گئے۔ نہ صرف ترکونکے ساتھ یہ معاملہ ہوا۔ بلکہ اتحادی ایکدوسرے کے ساتھ برت رہے ہیں۔ حال میں بلغرین نے بلغریا میں ۷۰ ہزار آدمی مع گاؤنکے جلا دیئے یہ تمام ہنگامہ کوہستان بلقان میں واقع ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ واقعی اس جنگ کو بھی اگر زلزلہ کے نام سے موسوم کر دیا جائے۔ تو کوئی تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ حیرت انگیز سرعت کے ساتھ یہ تمام واقعات ہوئے۔ اور جس اچانک طور پر یہ لڑائی شروع ہوئی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتی تھی۔ یہانتک تو ہمنے پیشگوئی کے پہلے حصہ کو لفظ بلفظ اسی طرح جس طرح پیشگوئی میں تفصیل ہے پورے ہوتے دیکھ لیا۔ خدا ترس دل کے لئے اتنی بات کافی تھی کہ وہ غور کرتا۔ کہ یہ کس طرح ہو گیا۔ مگر بعض جلد بازوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ اسکے دوسرے حصہ کے کوئی آثار ظاہر بین آنکھوں کو نظر نہیں آتے تھے اب ہم دوسرے حصہ کو لیتے ہیں۔ وهم من بعد غلبهم سيغلبون ترکونکو یہ ایسی خطرناک شکست ہوئی تھی۔ کہ انکے دوست اور دشمن سب کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ اب انکو فتح ہونا ناممکن ہے۔ خود انہوں نے ہار کر شکست مان لی۔ اور تمام

علاقہ دینے کے لئے راضی ہوگئے۔ پہلے بنگامی صلح ہوئی جس کے بعد انکے ہاتھ سے ایڈریانوپل سقوطری اور یانینا تینوں نکل گئے اور تمام امیدیں منقطع ہوگئیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا دوسرا ہاتھ دکھانا شروع کر دیا۔ اتحادیوں نے لڑائی سے پہلے یہ تمام باتیں آپس میں طے کر لی تھیں کہ مفتوحہ علاقہ کا فلاں فلاں حصہ ایک دوسرے کے حصہ میں جائیگا۔ یہ اسلئے تھا۔ کہ آپس میں بعد میں لڑائی نہ ہو۔ اور تمام یورپ کی سلطنتیں بھی تنی ہوئی تھیں۔ کہ وہ اتحادیوں کی آپس میں لڑائی کسی صورت میں نہ ہونے دینگے روس خصوصاً اس بات کا فیصلہ کر رہا تھا۔ کہ اگر کوئی متنازعہ فیہ مسئلہ ہوگا۔ تو اسکے لئے اسکا ثالثانہ فیصلہ ہر ایک کو قبول کرنا ہوگا لیکن واقعات نے جتلا دیا کہ انسان کے تمام منصوبے خدا ایک دم میں خاک میں ملا سکتا ہے خواہ وہ انسان زار روس ہی کیوں نہ ہو۔ وجہ جنگ یہ ہوگئی۔ کہ امید سے بڑھکر علاقہ فتح ہوگیا۔ اتحادیوں کو وہم بھی نہ تھا۔ کہ انکو ایسی عظیم الشان اور آسمانی فتوحات ہو جائیگی۔ اور اسقدر علاقہ انکے ہاتھ میں آجائیگا۔ اسکے علاوہ ایک علاقہ انکا خیال تھا۔ انکے ہاتھ آجائیگا۔ وہ یورپ نے نہیں آنے دیا۔ وہ علاقہ البانیہ تھا۔ سرویا کا بہت سا حصہ اسی میں تھا لیکن اسپر سرویا کو یورپ نے اجازت نہ دی آخر سرویہ کو یہ مفتوحہ علاقہ یورپ کے کہنے پر چھوڑنا پڑا۔ بلگیریا جس کو بہت زیادہ فتوحات ہوگئی تھیں۔ اپنے مفتوحہ علاقہ میں سے ایک انچ بھی دینا نہیں چاہتا تھا۔ پہلے آپس میں سخت الفاظی ہوئی۔ پھر تلوار دونپر اتر آئے روس نے بھی ایک دھمکیاں بھی دیں۔ اور بلگیریا کی طرف سے ہو کر کسی نے اسکی آواز تک نہ سنی۔ اور آپس میں سخت خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ دشمن چاروں طرف سے بلگیریا پر ٹوٹ پڑے۔ خود بلگیریا کو خیال تھا کہ اس جنگ میں وہ کامیاب رہیگا مگر یہاں بھی تمام امیدوں کے خلاف اسکو شکست پر شکست شروع ہوگئی اور دشمن اسکے دارالخلافہ کے بہت قریب آگئے۔ زار فرڈیننڈ شاہ بلگیریا نے یورپ سے کئی ایک

التجائیں کیں۔ کہ خدارا بیچ میں پڑکر میرے ملک کو بچاؤ مگر کسی نے نہ سنی یہاں تک کہ خبریں مشہور ہو گئیں۔ زار فردینینڈ بسبب غم کے ہلاک ہو گیا پھر یہ تار خبر آئی کہ اسپر فالج گرا۔ پھر یہ ریپورٹ کی تار تھی۔ کہ شاہ اور ملکہ ہر دو مفرور اور روپوش ہو گئے ہیں اسکے بعد اسکی ملکہ نے بڑی لجاجت سے التجا کی کہ رومانیا کی ملکہ اسکے خاوند کے علاقہ پر رحم کرے یوروپ کی شاہزادیوں نے درخواست کی کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے ملک والوں کو بیچ میں ڈالکر بلگیریا پر رحم کریں۔ اور انکو بچالیں جب بلگیریا کی یہ حالت ہو رہی تھی۔ یکایک خبر آئی کہ ترکوں کی فوج نے بلیر اور ستلجہ سے نکلکر ایڈریانوپل کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ہے پھر خبر آئی کہ ترکوں نے قرق قلعسر شارکو وغیرہ تمام مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور انکے رسالے ایڈریانوپل کے سامنے دکھائی دیئے ہیں۔ پھر تیسری روز یہ خبر بھی سُن لی۔ کہ ترک نہ صرف ایڈریانوپل میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور بلغر تمام علاقہ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ بلکہ ترکی افواج خود بلگیریا کے علاقہ میں داخل ہو رہی ہیں۔ تمام اسلامی دنیا میں اس خبر نے ایک مسرت کی لہر دوڑا دی۔ اور ہر جگہ خوشی کے جلسے شروع ہو گئے۔ اسطرح اللہ تعالے نے تمام ناامیدیوں کے بعد پھر ترکوں کو ایسی فتح دی۔ کہ اسپر انکو اگر کوئی کوشش اور لڑائی کرنی پڑی۔ تو صرف اتنی کہ انہوں نے وہاں جا کر قبضہ کر لیا۔ اور بلغران کی شکل دیکھکر بھاگ اٹھے یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب ہیں۔ آخری شعر حضرت اقدس کے اس واقعہ کے متعلق یہ ہیں۔

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس ✤ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان ✤ آسماں حملے کریگا کھینچکر اپنی کٹار

پھر آپ مکذب کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس ✤ اسپہ ہی میری سچائی کا سبھی دار و مدار

وہی حق کی بات ہی ہو کر رہے گی بیخطا ✣ کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار
یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہی معاف ✣ قرض ہی واپس ملیگا تجھکو یہ سارا ادھار

بلغیریا کے بادشاہ کو بھی زار ہی گھٹتے ہیں۔ اور جو درگت اسکی ہو چکی ہی اور ہو رہی ہے وہ اخبار بین اصحاب سے پوشیدہ نہیں۔ خود شاہنشاہ روس کی اس میں بہت سبکی اور ذلت ہوتی ہی۔ وہ بلغیریا کا طرفدار تھا اور ہے۔ بلگیریا گویا روس کا بچہ ہے۔ اور باپ کی موجودگی میں بچے پر جوتے پڑ رہے ہیں۔ اسنے بڑی کوشش کی کہ یہ معاملہ ٹلجائے۔ مگر اسکی ایک پیش نہیں گئی سو الحمد للہ یہ پیشگوئی اس شدّ و مدّ، آب و تاب کیسا تھ پوری ہوئی کہ تمام دنیا گواہ ہی اب بھی دنیا اگر اس سے ماننے میں انکار کرے۔ جیسا کہ اکثر اس دنیا کے فرزند کور چشم ہو جاتے ہیں۔ تو انکے لئے خدا کا فیصلہ اوپر درج ہو چکا ہی وکاین من ایۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ اور کتنی ہی آیات آسمانوں میں اور زمین میں ہیں۔ جن پر یہ لوگ گزرتے ہیں۔ مگر وہ ان سے اعراض کرنیوالے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنے نشانات اس وعدے کے مطابق کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا" ظاہر کرتا آیا ہے اور کر رہا ہے۔ اور بموجب آیت قرآنی سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم الخ ہم عنقریب انکو دکھائینگے نشان اپنے زمانے میں۔ اور انکے اپنے جیوں میں پس مبارک ہیں وہ لوگ جو ان نشانات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور خدائی حجت کو اپنے اوپر قائم ہونے سے بچتے ہیں۔ والسلام

سرخاب اور میں

سرخاب جانتا ہوں تری بیقراریاں — چلتی ہیں تیرے دل پہ مری طرح آریاں

تو بھی جدا حبیب سے میں بھی جدا ہوا — آ بیٹھ دونوں مل کے کریں آہ وزاریاں

اب حال زار کس نے ہمارا ہے پوچھنا — ہے کون ویسے ہی جو کرے غمگساریاں

کیا کیا کچھ کے فرقتِ دلدار نے دیئے — سینہ پہ چلتی رہتی ہیں ہردم کٹاریاں

جس یکّہ پہ چڑھے تھے وہ یکہ جو رک گیا — منزل پہ جا کے پہنچیں گی کیونکر سواریاں

جس شاخ پر بھی پینگ محبت کی چڑھ رہی — وہ شاخ ہی نہ ہوگی تو کیا دوستداریاں

اک دو قدم چلا تھا کہ ٹھوکر سی گر پڑا — کچھ بھی نہ آئیں کام مرے شاہسواریاں

لیکن اٹھا لیا مجھے اک دستگیر نے — اللہ سے اسنے پائی ہیں دستیاریاں

آ ایکبار ہمتِ اعلیٰ سے کام لیں — مستی میں پھر دکھائیں وہی ہوشیاریاں

ایک جھونپڑا بنا لوں ارادہ ہے دشت میں — مٹ جائیں در غیر کے کوچہ میں خواریاں

ساتھی نہیں تو کیا ہوا اللہ ساتھ ہے — اسکی جناب سے مجھے ملتی ہیں یاریاں

"مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند" — یارب مدام نور کی یہ نور باریاں

اکمل وہ دن کب آئیگا محسوس ہونگی جب — روٹھی ہوئی حبیب کو یہ بے قراریاں

نغمۂ اکمل حصہ دوم تیار ہوگیا

ایک مہینہ اور رعائیت

بشرطیکہ البشریٰ مجموعہ الہامات حضرت اقدسؑ خریدیں

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۴	عہ	۶ر	کون نہیں جانتا۔ آجکل ایسی تفسیر کیضرورت
" پ ۲۵	عہر	۶ر	ہے۔ جس میں آیات کا ربط بتلایا گیا ہو اور
" پ ۲۶	عہر	۶ر	ان دلائل کو کھولکر لکھا گیا ہو۔ جو قرآن
" پ ۲۷	عہ	۸ر	مجید ہر آیت میں اپنے دعوے کے ساتھ پیش
" پ ۲۸	عہ	۸ر	کرتا ہے اور جو دوسری الہامی کتابوں سے
" پ ۲۹	عہر	۸ر	منجملہ امتیازی نشانات کے ہے
مجربات نور الدین حصہ اول	۱۰ر	۵ر	شاہی طبیب حکیم حاذق مولنٰنا نورالدین
" " دوم	۱۰ر	۵ر	صاحب کے مجربات تینوں حصے نہایت مفید
" " سوم	۱۰ر	۴ر	نادر نسخے
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	عہر	۴ر	یعنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح مولوی عبد الکریم صاحبکی تقاریر کا مجموعہ۔ جو نہایت نادر اور معارف حقایق کا گنجینہ ہے ۲۰۰ صفحہ
حقیقت نماز	عہر	۵ر	جس میں نماز کی حقیقت اور اسکے متعلق ضروری مسائل اور ارکان نماز کا فلسفہ بیان کیا گیا ہو بینظیر کتاب ہے۔ اخیر میں چند

نام کتاب	قیمت		خلاصہ مضمون
			سورتوں کے عجیب وغریب تفسیر ۲۰×۲۶ صہ ۲۰۷
النصح	۲ر	۳ر	ایک رسالہ ہے جس میں نبی کریم صلعم کی ظہور کی بشارت کتب سابقہ سے دکھائی گئی ہے۔ اور اسکے ساتھ ایک نہایت دلسوز مسدس ہے احباب منگواکر خلد روحانی اٹھا ئیں
رد چکڑالوی	۵ر	۳ر	چکڑالوی کا فتنہ سخت ہے۔ مگر یہ اسکا رد بھی بہت ہی سخت ہے حجم دو سو صفحہ
عمدۃ الاحکام	۸عہ	۴عہ	بخاری ومسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مترجم اردو با اعراب خوشخط پسندیدہ امیر المومنین
خطبات نور حصہ اوّل	۸ر	۶عہ	حضرت امیر المومنین کے خطبات کا مجموعہ جو عید وجمعہ پر آپنے پڑھے حقائق ومعارف کا خزینہ
" " دوم	۱۰ر		
امتیازی نشانات مسیح موعودؑ	۲ر	۱ر	وہ نشانات جن سے مسیح موعود دوسرے اولیاء امت محمدیہ بلکہ بعض انبیاء سے ممتاز ہے مع محصول ڈاک ۶ر کے ٹکٹ بھیجکر منگوالیں
طبیب روحانی	۲ر	۱ر	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث سے خوشخط بچوں کے پڑھانیکے لئے

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
ادعیۃ الاحادیث	ار	۸ر	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات وحالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں۔
ہدایات دربارہ معاملات	۲ر	ار	معاملات کے بارے میں احادیث نبوی سے مسایل
ظہور المسیح	۶ر	۳ر	مسیح موعود کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کا ثبوت تمام مخالف کتابوں کے سامنے رکھکر لکھا ہے
اربعین	۴ر	۲ر	حضرت اقدس کی تصنیف آیت لو تقول ع کی تفسیر اور اپنی صداقت کا ثبوت
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۲ر	ار	
الاسماء الحسنیٰ	۵ر	۲ر	اللہ کے اسماء کی تشریح بچوں کے لئے بہت مفید
مکتوبات احمدیہ	۸ر	۴ر	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف و حقائق کا خزانہ تصوف کا گنجینہ
الموعظۃ الحسنہ	۲ر	ار	تفسیر سورہ تبّت یدا عجیب و غریب مصنّفہ فاضل امروہی
سلک مروارید	۴ر	۲ر	لڑکیوں کے پڑھانیکے لئے قصہ کے رنگ میں تائید سلسلہ
تشحیذ اگست ۱۲ء	۳ر	۲ر	جس میں رمضان شریف کے متعلق تمام احکام بالدلائل مشرح و مفصل درج ہیں
اسلام کی پہلی کتاب اصلی ۳ر رعایتی ۲ر معیار حق			ضرورت زمانہ اصلی ۸ر رعایتی ۴ر احمد بیگ والی پیشگوئی اصلی ۳ر رعایتی ۲ر

حق اور مطابق ہو اور جو جمہور مفسرین کا قول ہو تو اس سے رفع جسمی بالکل ظاہر ہو"

مولوی صاحب کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ توفی کے معنی موت اور نیند بالکل حق اور مطابق واقعہ نہیں۔ اور جمہور مفسرین کے قول کے خلاف ہیں باوجود معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کیوں یہ اقوال استشہاداً پیش کر کے ان سے رفع جسمی ثابت ہونیکا باطل دعویٰ بڑے زور کیساتھ پبلک میں پیش کر دیا

اب مولوی صاحبکا ایک عذر باقی رہا۔ اور وہ تقدیم و تاخیر انی متوفیك ورافعك الیّ کا قول ہو جو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ عرض ہو کہ یہ قول بخاری شریف کی روایت کے خلاف ہو۔ جس میں حضرت ابن عباس سے انی متوفیك کے معنے انی ممیتك مروی ہیں اور تقدیم و تاخیر مذکور نہیں۔

بفرض صحت روایت یہ مذہب بوجوہ ذیل غلط ہے۔

اول یہ کہ آیت انی متوفیك ورافعك الیّ جس ترتیب سے نازل ہوئی ہو۔ اس میں تقدیم و تاخیر بغیر وحی الٰہی کے عقلاً جائز نہیں۔ ورنہ الحاد کا دروازہ اس طرح کھلجائیگا۔ کہ اسکا بند ہونا غیر ممکن ہوگا۔

دوم یہ کہ جب وحی الٰہی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے قرآن کریم کو ترتیب دیکر کاتب الوحی سے لکھوایا۔ اسوقت بھی انی متوفیك ورافعك الیّ ہی لکھوایا اس سے ظاہر ہے کہ خدا اور رسول کے نزدیک آیت زیر بحث کی موجودہ ترتیب ہی صحیح ہو ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم ترتیب قرآن کے وقت رافعك الی کو مقدم اور انی متوفیك کو مؤخر ضرور لکھوا دیتے

سوم یہ کہ موجودہ ترتیب قرآن میں تقدیم و تاخیر کرنیوالونکی تنبیہ کے لئے قرآن کریم میں یہودیوں کی عادت تحریف کی بالفاظ یحرفون الکلم عن مواضعہٖ

مذمت کی گئی ہے

لہٰذا بوجوہ مذکورہ بالا ترتیب الفاظ قرآن کریم میں تقدیم و تاخیر کسی طرح جایز نہیں ہو سکتی۔ خواہ وہ مذہب ابن عباس کا ہو یا کسی اور کا۔ بجز کلام خداوندی و غیر حدیث رسول نتیجہ ہیچ مدار و بنخز دو الا جاہ

اب ناظرین اس تمام بحث پر ایک غائر نظر ڈال کر با آسانی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مولوی ابراہیم صاحب باوجود ادعائے ہمہ دانی جس طرح لفظ توفی کے معنی قبض روح مع الجسم کے قرآن و حدیث و لغت محاورات عرب سے ثابت کرنے میں بالکل عاجز و بیدست و پا نظر آتے ہیں اسی طرح اس لفظ کے معنی قبض روح مع الجسم کے لینے کے قرائن پیش کرنے میں بھی سخت ناچار و مجبور پائے جاتے ہیں مختصر یہ کہ مولوی صاحب کا ہر قرینہ محض بے قرینہ ہے

مولوی ابراہیم صاحب آگے بڑھکر بھیانک آواز سے ٹیپ کا بند سناتے اور آخری اور پورا زور اس بات پر لگاتے ہیں کہ جمہور مفسرین کے نزدیک انی متوفیک میں توفی کے معنی قبض روح مع الجسم ہیں۔ اور اسی امر پر علمائے سلف و خلف مفسرین و محدثین و فقہائے و مجتہدین سب کا اتفاق و اجماع ہے" اسلئے مولوی صاحب کی شخصیت کا پردہ فاش اور مفسرین کی جمہوریت کا طلسم پاش پاش کرنیکے لئے ہم اس سبجکٹ پر ایک مبسوط مفصل اور سیر کن بحث حوالہ قلم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

خدائے علیم و حکیم قرآن کریم میں فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر۔ ترجمہ اے مومنو اللہ کی اطاعت کرو اور جو تمہارا حاکم ہو اسکی اطاعت کرو۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات پر نزاع ہو۔ تو اس نزاع کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔ اگر

تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

پھر فرماتا ہو وان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل اللہ ترجمہ اگر تو زمین کے اکثر لوگوں کی پیروی کریگا۔ تو اللہ کی راہ سے بہک جائیگا

ناظرین! ان دونوں آیتوں پر مجموعی نظر ڈالنے کے بعد دو باتیں روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہیں (۱) ایک تو یہ کہ مسائل دینیہ میں اللہ اور رسول کے سوا کسی کا قول مستقل حجت نہیں اسلئے اللہ اور رسول کے فرمان کے خلاف کسی کا قول لائق التفات نہیں ہوسکتا (۲) دوسرے یہ کہ دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ انکی پیروی انسان کو گمراہ بنانیوالی ہو۔ لہذا حق کا لحاظ رکھنا اور کثرت پر فریفتہ ہونا موجب ضلالت ہو

قرآن کریم کی ان زرین ہدایتوں کو نصب العین بنا لینے کے ساتھ ہی توفیؔ کی بحث کے متعلق مولوی ابراہیم کی شخصیت اور انکے بیجا مفسرین وغیرہ کی جمہوریت اڑتی خاک کی طرح اڑ جاتی ہو گو ہم اسی پر بس نہیں کرتے اور مولویصاحب کی تسلی کے لئے آیات مذکورہ بالا کے متعلق تفسیری نوٹس درج ذیل کرتے ہیں

مخدومی مکرمی نواب صدیق حسن الملک مرحوم اپنے رسالہ تقلید اور عمل بالحدیث مطبوعہ مطبع شحنہ ہند میرٹھ میں مقلد اور غیر مقلد کا مکالمہ کرکے علمائے سلف و خلف کے اتفاق و اجماع کا خوب خاکہ اڑایا ہو اسلئے اس رسالہ کی بعض عبارتیں ہم افادۃً للناظرین یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں

(۱) الاجماع ھو فی اللغۃ الاتفاق و فی الشریعۃ اتفاق مجتہدین صالحین من امۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی۔ یعنی (اجماع۔ ناقل) لغت میں تو اسکے معنی ہیں اتفاق کے اور شریعت کی اصطلاح میں اتفاق کرنا نیک اور صلاحیت رکھنے والے مجتہدین کا امت محمدیہ سے کسی ایک زمانہ میں اور کسی امر قولی یا فعلی کے صفحہ ۲۴

(۲) اجماع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مستند اسکا کتاب وسنت ہو۔ دوسرے یہ کہ فقط علماء اور فقہا کا اتفاق ہی اتفاق ہو۔ خواہ کسی ضرورت سے خواہ کسی مصلحت سے پہلی صورت کا اجماع واجب الاتباع ہے اور درحقیقت وہ کتاب وسنت کا اتباع ہے اور دوسری قسم کا اتباع نہایت ہی برا ہے صفحہ ۲۶

پھر صفحہ ۳۱-۳۳ میں لکھا ہے

مقلد۔ جو لوگ کہ تقلید کا انکار کرتے ہیں وہ تھوڑے ہیں انکا قول مرجوح ہے اور جو لوگ اسکو واجب اور جائز جانتے ہیں۔ وہ بہت ہیں۔ اور سواد اعظم وہی ہے جس جانب بہت لوگ ہوں۔ اسلئے آپکا استنا چند ہی علماء کے اقوال پر ہے۔ اور ہمارا استنا ہزاروں کے قول پر

غیر مقلد۔ یہ دونوں دعوے غلط ہیں اول یہ کہنا کہ واجب العمل وہ قول ہے جس پر بہت لوگ متفق ہوں اور اسکو سواد اعظم جاننا دوسرے یہ سمجھنا کہ وجوب تقلید کی طرف اکثر لوگ ہیں۔ اور جس طرف بہت لوگ ہوں۔ اسکی مخالفت اجماع کی مخالفت ہے اول دعوے کی غلطی پر چند قول میں نقل کرتا ہوں کہ بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فی ھذا دلالۃ علی انہ لا عبرۃ فی دین اللہ و معرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ بجواز ان یکون الحق مع الاقل کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ کچھ اعتبار نہیں ہے خدا کے دین میں اور حق کے پہچاننے میں قلت اور کثرت پر اسلئے کہ جائز ہے کہ حق وہی ہو جس پر تھوڑے لوگ ہیں۔ ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف ابن اسباط سے کہا کہ اذا بلغک عن احد بالمشرق انہ صاحب سنۃ فابعث الیہ بالسلام فقد قل اھل سنۃ اور اگر مشرق میں ایک اور مغرب میں دوسرا پابند سنت کا ہو۔ تو اسکو سلام بھیجو اسلئے کہ سنت پر چلنے

والے بہت ہی کم ہیں۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب یعنی قرآن و سنت کا ہو۔ وماں ما سواھا لا یلتفت الیھم وان امتلاء العالم منھم۔ کہ جو کتاب و سنت کے سوا ہو۔ اس پر التفات نہ کرنا چاہیئے اگرچہ ان سے جہان بھرا ہو۔ اور جماعت کے معنے میں ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ والجماعۃ دالۃ بجامعۃ اھل الحق وان قلوا۔ کہ جماعت نام ہی اہل حق کے جمع ہونیکا ایک حق بات پر اگرچہ وہ بہت ہی کم ہوں۔ سواد اعظم کے معنے میں ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ ان فیھم من الصفات الموجبۃ للقبول تقوم مقام العدد للکثیر من غیرھم ولذا سمیت مثل ھٰذا الامام امۃ قال اللہ تعالیٰ ان ابراھیم کان امۃ لانہ یجتمع فیہ من الصفات ما لا یوجد متفرقۃ الا فی جماعۃ ولذا قال الشاعر لیس من اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد وقد قیل فی حدیث المشھور علیکم بالسواد الاعظم ای الاورع الاسلم پس جبکہ ایک شخص پر اطلاق امت کا خدا کے کلام سے ثابت ہوا۔ اسلئے کہ وہ ایک ان باتوں کا جامع تھا۔ کہ جو متفرق گروہوں میں علیحدہ پائی جائیں۔ اور خدا کا ایک شخص کو بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا عجب نہیں۔ اور سواد اعظم سے مراد زیادہ پرہیزگار سے لیگئی ہو۔ تو پھر کثرت عوام کو کسی مسئلہ کی صحت پر دلیل لانا بچوں کو پھسلانا۔ اور عوام کو خوش کرنا ہے دیگر ہیچ۔ فاضل روزبہان کتاب ابطال الباطل میں جہاں حدیث لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں فحاصل الحدیث لا یزال الطائفۃ قلیلۃ من الحق المنصورین بالحجۃ والبرھان یعنی پس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ایک جماعت قلیل جو دلیل اور حجت کے ساتھ غالب اور کامیاب ہو

ہمیشہ رہیگی پس معلوم ہوا کہ وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا۔ وہ وہی قلیل آدمیوں کا گروہ ہی جو کہ اپنی حجت شرعی سے اوروں پر غالب ہوگا۔ اور کوئی اسکو مغلوب کر سکیگا اور یہ گروہ وہی ہی جو کہ تابع کتاب و سنت ہے کہ نہ اسکے سامنے رسم و رواج کی سند پیش جاتی ہی نہ بدعتیوں کی پوچ اور بیہودہ دلیلیں چل سکتی ہیں نہ علماء دنیا طلب کی چکنی چپڑی باتوں کی وہمیت اثر کرتی ہی۔ اور نہ قوموں کی کثرت اور عوام کی جمعیت اور تبعیت اسکو رد کر سکتی ہے۔ خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سامنے سب کو مغلوبیت ہو جاتی ہی"

پھر صفحہ ۳۳-۴۳ میں لکھا ہی

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی اپنی کتاب محلی کی کتاب الاشربہ میں نسبت دعوے اجماع کے لکھتا ہی۔ . . کہ اجماع کا دعوے کرنا ایک ایسا قول ہی جس کا فساد ظاہر ہے اسلئے کہ اس سے سارے اقوال باطل ہوتے ہیں اور ایسے دعوے کرنیوالوں پر لازم آتا ہی کہ وہ زکوٰة کو واجب جانیں نہ حج و نماز کی فرضیت کے قائل ہوں۔ اور نہ زنا کی برائی پر اعتقاد رکھیں۔ مگر اسی وجہ سے کہ اسپر اجماع ہی۔ اور جو ایسا کرے۔ وہ دین اسلام سے خارج ہی دو وجہ سے اول یہ کہ یہ بنایا ہوا مذہب ہے نہ خدا نے حکم دیا ہی کہ سوائے اجماع کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے فرمایا ہی بلکہ خدا نے تو قرآن و سنت اور اولو الامر کے اتباع کا حکم دیا ہے۔ یہ بھی خدا نے نہیں کہا۔ کہ جب کسی امر میں اختلاف ہو۔ تو وہی بات ماننا جسپر اجماع ہو۔ جو ایسا دعویٰ کرے۔ وہ خدا پر تہمت کرتا ہے۔ اور نیا دین بنایا چاہتا ہے اسلئے کہ خدا نے صاف صاف کہدیا ہی کہ جو تمہارے رب نے بھیجا۔ اسکی اتباع کرو اور پھر فرمادیا ہے کہ جو رسول کہے اسے لو۔ اور جس سے منع کرے اسے چھوڑ دو اور نیز ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی بات میں جھگڑا ہو۔ تو خدا رسول سے رجوع کرو۔ اسلئے ہم اُس امر میں اجماع کا اتباع کرتے ہیں

جس میں ہمکو ثابت ہو کہ سب اسپر متفق ہیں۔ اور انکا اجماع کتاب وسنت کے مخالف نہیں ہے۔ اور اگر آپس میں اختلاف ہو۔ تو ہم قرآن وحدیث پر رجوع کرتے ہیں جس کو اسکے مطابق پاتے ہیں۔ اُسپر عمل کرتے ہیں۔ گو اسپر اجماع نہ ہو۔ اور بس یہی وہ طریقہ ہے جس کا حکم خدا اور رسول نے دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوے سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت اختلاف میں ہم کو قرآن وحدیث پر رجوع کرنا چاہیئے بلکہ اجماع پر کہ بہتوں کی رائے کیا ہے تو حقیقت میں یہ بات دین کی نہیں ہے"

اہلحدیث کے ایڈوکیٹ ثناء اللہ کے روحانی باپ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۳ میں اجماع کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ "اجماع میں اولاً یہ اختلاف ہے کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہے یا نہیں ہے۔ بعضے اسکے امکان کو ہی نہیں مانتے۔ پھر ماننے والوں کا اس میں اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے ایک جماعت امکان علم کے بھی منکر ہیں۔ امام فخرالدین رازی نے کتاب محصول میں یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مومنین اہل اجماع بہت تھوڑے تھے۔ اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی۔ اور زمانہ کے اجماعوں سے حصول علم کی کوئی سبیل نہیں ہے"۔

اسی کے مطابق کتاب حصول المامول میں ہے جو کتاب ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اس میں لکھا ہے "جو یہ دعوے کرے کہ ناقل اجماع ان سب علماء دنیا کی جو اجماع میں معتبر ہیں معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے میں حد سے نکل گیا۔ اور جو کچھ اسنے کہا اٹکل سے کہا" خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ انہوں نے صاف فرما دیا ہے کہ جو دعویٰ اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے فقط"

اب ناظرین مندرجہ بالا عبارتوں کے پڑھ لینے کے بعد بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ مولوی ابراہیم کا یہ دعوٰی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء

بجسدہ العنصری پر علمائے سلف وخلف مفسرین ومحدثین وفقہا ومجتہدین سب کا اتفاق واجماع ہی ایک بازاری گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اگر ایسا اتفاق واجماع ثابت بھی ہو جائے۔ تو بھی وہ شواہد کتاب وسنت کے ساتھ معارض ہونیکی وجہ سے ایک مرے ہوئے کیڑے سے بدرجہا بدتر اور بحقیقت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مخالف الرائے مولوی صاحبوں کو متنبہ کرنیکے لئے اجماع کی حقیقت طشت ازبام کر چکے تھے۔ مگر مولوی ابراہیم صاحب جو شہرت طلبی اور جاہ پرستی کے ذہن میں علمی تعلیوں اور فضول ڈینگوں میں زمین وآسمان کے قلابے ملانیکے عادی معلوم ہوتے ہیں۔ اس تنبیہ سے کچھ بھی متاثر ہوئے بغیر ڈھیٹائی سے کام لیکر اور اپنی آنکھوں پر ٹھیکریاں رکھکر وہی اتفاق واجماع کا بےسرا راگ الاپنے لگے جسکا نتیجہ اہل عقل وصاحبان ذوق سلیم کے نزدیک مغز ما خوردو حلق خود بدرید کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

ہم اپنے بیان کی تصدیق کے لئے ازالہ اوہام کی عبارات صفحہ ۷۰۔۷۳ سے نقل کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"پیشگوئیوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی ظاہری صورت میں پوری ہوں۔ بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ انکو یقینی طور پر سمجھ لیویں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سید ومولیٰ آپ اسبات کا اقرار کرتے ہوں۔ کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور انکا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری امت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعوے کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں کہ بطور اجمال پیشگوئی پر ایمان لے آویں +

رسیدات زر جولائی ۱۹۱۳ء

۳۴۹ جناب چوہدری غلام حسن صاحب ۲ر ۴ع

۴۱۶ جناب چوہدری احمد خان صاحب ۲ر ۴ع

۳۲۰ جناب سید فتح علی شاہ صاحب ۲ر ۴ع

۱۲۷ جناب محمد شفیع صاحب ۲ر ۴ع

۱۸۳ جناب محمد حیات صاحب ۲ر ۴ع

۳۵۰ جناب میاں الٰہی بخش صاحب ۱ر ۱ع

۱۶ر جولائی ۱۳ء

بابت خریدار ۱۵۲۲ جناب مولوی غلام حسین صاحب ۱ع

۱۰۱ جناب مولوی فخر احمد صاحب ۲ر ۴ع

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بابت خریداران ۱۲۷ بابت تشحیذ ۱۰۹۱ ۵ر

۱۷ر جولائی ۱۳ء

۹۰ جناب عبد العزیز صاحب ۶ع

۵۲۹ جناب مولوی برکت علی صاحب ۲ر ۴ع

۱۹ر جولائی ۱۳ء

۸۲۹ جناب میاں ولی محمد صاحب ۱ر ۴ع

۲۱ر جولائی ۱۳ء

۱۰۶۱ جناب مرزا برکت علی صاحب بقیہ ۱۲ چندہ ۱۳ ۸ر ع

۲۳ر جولائی ۱۳ء

۲۶۷ جناب عبد الواحد صاحب ۵ر

۲۴ر جولائی ۱۳ء

۱۲۹۰ جناب غلام محمد صاحب ۲ر ۴ع

۱۸۱ جناب مولوی حکیم نور محمد صاحب ۲ر ۴ع

۵۸۳ جناب چوہدری چھجو خان صاحب ۱ر ۴ع

۱۹۵۶ جناب سعادت علی خان صاحب ۱ر ۴ع

۱۶۵۳ جناب غلام احمد صاحب ۱ر ۴ع

۱۴۰۴ جناب چوہدری چھجو خان صاحب ۱ر

۵۱۷ جناب الٰہی بخش و رحیم بخش صاحب ۲ر

۲۵ر جولائی ۱۳ء

۹۹۲ جناب چوہدری عطاء الٰہی صاحب ۲ر ۴ع

۶ر اگست ۱۳ء

۱۴۸۷ جناب تاج الدین صاحب ع

۱۵۷۷ جناب شیخ برکت علی صاحب ۲ر ع

۱۶۵۷ جناب عبد الغنی خان صاحب ۵ر ع

۱۹۵۶ جناب قاضی فضل الدین صاحب ۱۲

۷ر اگست ۱۳ء

۱۲۲ جناب منشی گلاب الدین صاحب ۲ر

۱۴۴۴ جناب محمد الدین صاحب ع

۸ر اگست ۱۳ء

۲۴۶ جناب سردار امام بخش صاحب ۲ر ۴ع

۱۶۰۱ جناب منشی عبد الغنی صاحب ۱ر ۴ع

---

۳۹۹ جناب مستری عنایت علی صاحب ۳ر ۴ع

۳۳۰ جناب محمد اکبر صاحب ۱۱ر ۴ع

۳۴۳ جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب ۴ع

تشحیذ کے بقایا دار توجہ کریں

جن صاحبوں نے آج تک ... ۱۲ ... ایسے صاحب [illegible]

تشحیذ کا چندہ ... [illegible]

۱۳ ... [illegible]

جلد ... [illegible]

... [illegible]

منیجر تشحیذ